ارشادِ ربّانی جلّ جلالہٗ

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہم

وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ٥

(سورۂ فتح آیت ۲۲)

ترجمہ: اور اگر وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے تم سے جنگ کریں گے۔ تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ پھر نہ کوئی دوست پائیں گے نہ مددگار۔ (یوں مسلمانوں کو دنیوی کامیابی ہوگی۔ یہ سب کچھ دیکھ بھی چکے ہیں)۔

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ط سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ٥

(سورۂ انفال آیت ۱۲)

ترجمہ: وہ وقت یاد کیجئے، جب آپ کے رب فرشتوں پر وحی بھیج رہے تھے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم جما دو ایمان والوں کو۔ میں ابھی کافروں کے دلوں میں رعب ڈال رہا ہوں۔ تو تم گردنوں کے اوپر مارو اور ان کے ہر جوڑ پر (مسلمانوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا کیسی کیسی مدد آئی ہے)۔

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ط وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ٥

(سورۂ نساء۔ آیت ۷۴)

ترجمہ: اور جو شخص اللہ کے راستہ میں لڑے گا پھر قتل کر دیا جائے گا یا غالب ہو جائے گا تو ہم اس کو اجرِ عظیم عطا کریں گے۔ (شہید ہوگا یا غازی)

(سورۂ محمد۔ آیت ۴) جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کر دئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال ضائع نہ کریں گے۔ ان کو راہ دکھائینگے ان کے دلوں کو درست کر دیں گے۔ اور ان کو جنت میں داخل کر دیں گے۔ جو ان کے لئے ممتاز کر رکھی ہے۔

(سورۂ آل عمران۔ آیت ۱۵۷) اور اگر تم اللہ کے راستہ میں قتل کر دئے گئے یا مر گئے تو بیشک اللہ تعالےٰ کی بخشش اور رحمت ان سب چیزوں سے بہترین ہے۔ جن کو لوگ جمع کرتے ہیں۔ اور اگر تم مر گئے یا قتل کر دئے گئے تو ضرور ہے کہ تم اللہ ہی کی طرف لائے جاؤ گے۔

(سورۂ آل عمران۔ آیت ۱۵۴) جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل کر دئے گئے ہیں تم لوگ ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم محسوس نہیں کر سکتے۔

(سورۂ آل عمران۔ آیت ۱۶۹) جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل کئے گئے تم لوگ ان کو مردہ مت گمان کرو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے پاس رزق دئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو اپنا فضل عطا فرمایا ہے اس سے بہت خوش ہیں۔ اور بشارت لے رہے ہیں ان ساتھیوں کی جو ان کے پیچھے رہ گئے۔ جو اب تک ان سے نہیں ملے کہ نہ ان پر کوئی خوف ہے نہ وہ غم کرتے ہیں۔

(آل عمران۔ آیت ۷۳) وہ حضرات جن سے لوگوں نے کہا ہے کہ کافر لوگوں نے تمہارے لئے بہت کچھ جمع کر رکھا ہے۔ تم ان سے ڈرتے رہو تو اس بات نے ان کا ایمان بڑھا دیا اور بولے ہم کو اللہ تعالےٰ کافی ہیں اور وہی بہترین ذمہ دار ہیں۔ تو یہ لوگ اللہ تعالےٰ کی نعمت اور فضل کے ساتھ ایسے لوٹ آئے کہ ان کو کوئی بری بات نہ پہنچی۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کی رضا کے تابعدار بن گئے۔ اور اللہ تعالےٰ بہت بڑے فضل والے ہیں۔

(سورۂ محمد۔ آیت ۷) اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے۔ اللہ تعالےٰ تمہاری مدد کریں گے۔ اور تمہارے قدم جما دیں گے۔

(سورۂ صف۔ آیت ۴) اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں ان لوگوں سے جو اللہ کے راستے میں ایسی صف بن کر جنگ کرتے ہیں کہ گویا سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔

(سورۂ توبہ۔ آیت ۱۲۱-۱۲۲) یہ فضل اس لئے ہے کہ نہیں پہنچتی مجاہدین کو اللہ کے راستہ میں پیاس نہ تکان، نہ بھوک۔ اور نہیں قدم رکھتے ہیں۔ ایسا قدم کہ کافروں کا دل پھونک دے۔ اور نہیں حاصل کر لیتے ہیں دشمن سے کچھ بھی، مگر اس کے بدلہ میں ان کے واسطے نیک عمل لکھ لیا جاتا ہے۔ بے شک اللہ تعالےٰ عمدہ عمل والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتے اور نہیں خرچ کرتے تھوڑا سا یا بہت سا اور نہیں طے کرتے کسی وادی کو مگر ان کے لئے لکھ لیا جاتا ہے تاکہ اللہ تعالےٰ ان کے نیک کاموں کی عمدہ جزاء عطا فرمائیں۔ (جو لاکھوں گنی ہے)

(سورۂ انفال۔ آیت ۷۴) جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور انہوں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی ہے۔ یہی سچے مومن ہیں۔ ان کے لئے بخشش ہے اور بہترین رزق۔

(سورۂ نساء آیت ۱۰۳) اور تم لوگ دشمنوں کی طلب میں کمزوری نہ دکھاؤ۔ اگر تم کو تکلیف پہنچتی ہے تو ان کو بھی پہنچتی ہے جیسے کہ تم کو پہنچتی ہے۔ اور تم تو اللہ تعالےٰ سے وہ وہ امیدیں رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھ سکتے۔

(سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۴۹) بہت ہی کم تعداد جماعتیں اللہ تعالےٰ کے حکم سے بڑی تعداد والی جماعت پر غالب ہو چکی ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ صبر (یعنی جمے رہنے) والوں کے ساتھ ہیں۔ (آج اس کو سب نے دیکھ لیا)

(سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۵۰) اور جب مسلمان جالوت اور اس کے لشکروں کے مقابل ہو گئے تو دعا کی۔ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ٥ (اے ہمارے رب! ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمارے قدم جما دے۔ اور کافر قوم پر ہماری مدد فرما) تو مسلمانوں نے اللہ کے حکم سے جالوت وغیرہ کو شکست دے دی۔ اور داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کر دیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے داؤد علیہ السلام کو ملک اور حکمت عطا کی۔ اور جو جو چاہا، سکھا دیا۔

(آل عمران۔ آیت   ) نہ کمزور بنو نہ فکر کرو۔ کیونکہ تمہی غالب ہو۔ اگر تم پورے مومن ہو (ایمان کی فوری تکمیل کے لئے کلمہ، توبہ اور دعا کافی ہے۔)

(توبہ۔ پارہ ۱۱۔ آیت ۱۱۱) نیز اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالےٰ نے ایمانداروں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔ وہ اللہ کے راستہ میں لڑتے ہیں۔ جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں۔ اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے توراۃ میں (بھی) اور انجیل میں (بھی) اور قرآن میں (بھی) اور (یہ مسلّم ہے) کہ اللہ تعالےٰ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے۔ سو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے (اللہ تعالےٰ سے) معاملہ ٹھہرایا ہے، خوشی مناؤ اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

●

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۱۵ | ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۷ جون ۱۹۶۹ء | شمارہ ۸

سیاسی جماعتوں کے ساتھ اشتراک، ۱۹۵۶ء کے دستور اور جماعتوں کے ضابطۂ اخلاق کی تجویز پر

مولانا مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

کا

بیان

بہت سے احباب اور وابستگان جمعیۃ نے زبانی اور بکثرت خطوط کے ذریعہ میری توجہ لاہور اور کراچی وغیرہ سے نکلنے والے بعض اخبارات میں وقتاً فوقتاً شائع ہونے والی ان خبروں کی طرف مبذول کرائی ہے جن میں یہ تاثر دیا گیا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام کے نمائندے بھی بعض پارٹیوں کے ساتھ اتحاد و اشتراک کی گفتگو میں حصّہ لے رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں بالخصوص نیشنل عوامی پارٹی اور پیپلز پارٹی کا نام لیا گیا ہے۔ میں ان سطور کے ذریعہ یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ گول میز کانفرنس کے خاتمہ کے بعد جبکہ جمہوری مجلس عمل کے ختم کر دینے کا اعلان ہوا جمعیۃ علماء اسلام کے کسی ذمہ دار نمائندے یا عہدہ دار نے کسی بھی پارٹی کے ساتھ اتحاد و اشتراک کی کسی رسمی گفتگو میں ابھی تک کوئی حصّہ نہیں لیا ہے۔

الحمد للہ "جمعیۃ" ملک میں اور مسلمان عوام میں اپنے خالص اسلامی نصب العین تاریخی حیثیت اور دینی سیاست کے پروگرام کی وجہ سے گہری جڑیں رکھتی ہے اور پاکستان کے دونوں بازوؤں مشرقی و مغربی نیز مغربی پاکستان کے تمام حصّوں سرحد، وزیرستان، پنجاب، سندھ، بہاول پور، بلوچستان اور کراچی وغیرہ میں عامۃ المسلمین کے ساتھ اس کا براہ راست اور وسیع تر ربط و ضبط موجود و قائم ہے۔ اس لئے اسے اپنے اسلامی نصب العین کے حصول کے لئے تنہا جد و جہد جاری رکھنے میں کوئی دقت لاحق نہیں کسی پارٹی میں اس کے مدغم ہونے کا تو سوال ہی خارج از بحث ہے۔ اتحاد و اشتراک کے لئے بھی وہ اپنے ساتھ ان جماعتوں کو ہی شامل کار کر سکتی ہے جو اس کے اسلامی نصب العین و پروگرام سے اختلاف نہ رکھتی ہوں۔

جمعیۃ علماء اسلام کے نصب العین، مقاصد و پروگرام سے تمام مسلمان اچھی طرح واقف ہو چکے ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام صحابۂ کرامؓ سلف صالحینؒ کی تعبیرات و عقیدہ ختم نبوت کی اساس پر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ اسلامی دستور و اسلامی نظام پاکستان میں نافذ کرانے کی علمبردار ہے۔ اس کے ساتھ ہی عالم اسلام و عرب دنیا سے سامراجی و یہودی تسلط کے خاتمہ اور بھارت کے غلبہ سے مسلمانان کشمیر کو آزاد کرانے کے مقصد کی بھی وہ حامل ہے۔ چنانچہ اس کے مذکورہ بالا نصب العین، مقصد، پالیسی و پروگرام سے اتفاق کرنے والے ہی اس کے ساتھ اتحاد و اشتراک کر سکتے ہیں۔ سامراج دوستی کے علمبردار نام نہاد اسلام پسند عربوں اور عالم اسلام کے نکتہ چین مدعیان اسلام لادینی و اشتراکی نظاموں کے پرستار، سرمایہ داری اور مغربی سیاست کے حامی افراد و گروہوں میں سے کسی کے ساتھ جمعیۃ کے اتحاد کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سوچنا غلط ہوگا کہ جمعیۃ علماء اسلام چونکہ جمہوری مجلس عمل میں مختلف خیالات کی پارٹیوں کے ساتھ اشتراک کر چکی ہے اس لئے آئندہ بھی آسانی کے ساتھ ہر پارٹی کے ساتھ اشتراک کر لے گی۔

جمہوری مجلس عمل میں جمعیۃ کی شرکت صرف ایک ہنگامی ضرورت کے تحت تھی، ملک و ملت کو ایک ایسی شخصی آمریت سے نجات دلانا مقصود تھا، جو نہ صرف مسلمان عوام کے تمام شہری و سیاسی حقوق اور آزادیاں غصب کر چکی تھی بلکہ اسلام کے صریح احکام کو بھی تبدیل و مسخ کرنے کی ناپاک جرأت کر رہی تھی۔

اس قسم کے ہنگامی حالات کی ضرورت کو مستثنیٰ کر کے اسلامی مقاصد کے سوا جن کا اوپر ذکر ہوا جمعیۃ کا کسی پارٹی کے ساتھ اشتراک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اس سلسلہ کی شائع ہونے والی تمام خبریں محض قیاس آرائیاں ہیں جن کی ذمہ داری جمعیۃ پر عائد نہیں ہوتی۔

۱۹۵۶ء کے آئین کا معاملہ

اس کے ساتھ ہی میں یہاں ۱۹۵۶ء کے آئین کے سلسلے میں بھی جمعیۃ علماء اسلام کے مؤقف کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

دستور خواہ نیا مدون کیا جائے خواہ ۱۹۵۶ء کا اپنایا جائے خواہ ۱۹۶۲ء کا اختیار کیا جائے جمعیۃ علماء اسلام اور پاکستان کے مسلمانوں کے لئے وہ اس وقت قابل قبول ہو سکتا ہے جب کہ اس میں (۱) مثبت طور پر وہ ۲۲ اسلامی نکات شامل ہوں جنہیں ۱۹۵۱ء ہی میں اسلامی مکتب فکر کے چیدہ علماء کرام نے ترتیب دے کر ایک اسلامی مملکت کے لئے بنیادی طور پر ضروری قرار دیا ہے۔

۲- اور دستور میں عقیدہ ختم نبوت کی اساس پر "مسلمان" کی واضح تعریف کا اندراج بھی ہو تاکہ پاکستان کی اسلامی حیثیت آئندہ مجروح نہ کی جا سکے۔

۳- نیز مشرقی پاکستان کی نمائندگی کے مسئلہ اور مغربی پاکستان کے مختلف علاقوں کے باشندگان کی آزادانہ مرضی کے مطابق "ون یونٹ" کے مسئلہ کا تصفیہ بھی دستور میں شامل کر لیا جائے تاکہ آئندہ دستور کے نفاذ میں کوئی ایسی بات رکاوٹ بن کر سامنے نہ آ سکے جس کو بہانہ بنا کر ملکی سیاست کو ماضی میں درہم برہم

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

مجلسِ ذکر ۳ ربیع الاوّل ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۹ رجون ۱۹۶۹ء

نورانی شمع

از حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۙ یَّھْدِیْ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِہٖ وَ یَھْدِیْھِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ o (س المائدہ آیت ۱۵-۱۶)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی ہے، اللہ سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے اُسے جو اس کی رضا کا تابع ہو اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے اور انہیں سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔

قرآن حکیم انسانوں کو تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے

یہاں نور سے اشارہ ہے رسالتِ محمدی کی جانب اور کتابٌ مبین سے قرآن حکیم کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ کتبِ سماویہ کا سلسلہ تو بہت طول طویل ہے مگر اس کی قریبی کڑیاں توراۃ، انجیل، زبور اور صحفِ موسیٰ و ہارون ہیں۔ قرآن حکیم نے تورات کے متعلق فرمایا ہے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْھَا ھُدًی وَّ نُوْرٌ (المائدہ ۴۴)
ترجمہ: ہم نے تورات نازل کی کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ اور یہی الفاظ انجیل کی بابت بیان کئے گئے ہیں وَاٰتَیْنٰہُ الْاِنْجِیْلَ فِیْہِ ھُدًی وَّ نُوْرٌ ۙ (المائدہ ۴۶)
ترجمہ: اور ہم نے اسے انجیل دی جس میں ہدایت اور روشنی تھی ——— تورات اور انجیل دونوں ہی بنی اسرائیل کی ہدایت و رہنمائی کے لئے کافی تھیں اور یہ ہر کتابِ الٰہی کی خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ جس قوم کی طرف بھی بھیجی جائے اس کی تمام ضرورتوں کو پورا کر دے مگر مدتِ مدید گذرنے کے بعد ان میں تحریف لفظی و معنوی ہو گئی اور یوں بھی زمانے نے ترقی کر لی کہ اب یہ دونوں کتابیں اور سابقہ کتبِ سماویہ اقوامِ عالم کی رہنمائی کے فرائض انجام نہیں دے سکتیں ——— اس وقت صرف حبل اللہ المتین یعنی قرآنِ حکیم ہی تمام اقوامِ عالم کی رہنمائی کے فرائض انجام دے سکتا ہے اور دے رہا ہے اور بفضلہ تعالیٰ وہ تحریفات سے بھی پاک ہے۔ اور اس سلسلہ میں ارشادِ ربانی بھی ہے یَکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ (س النور آیت ۳۵) ترجمہ: قریب ہے کہ اس کا تیل جل اُٹھے اگرچہ اس کو آگ نہ بھی چھوئے۔ روشنی پر روشنی ہے۔

نزولِ قرآن کا ایک اور مقصد

عیسائی اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا دائرہ صرف بنی اسرائیل تک محدود تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد صدیوں تک کوئی نبی نہ آیا ——— اس زمانہ میں لوگوں نے مذاہب کو بالکل بدل ڈالا اور ہر طرف جہالت کی تاریکی چھا گئی۔ عین یاس و قنوط اور بدعملی و جہالت کے وقت اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو اس لئے نازل کیا تاکہ توحید کی نشر و اشاعت بتمام و کمال ہو سکے اور تہذیبِ اخلاق کا فرض بھی انجام دے سکے اور دنیا میں جس قدر غلط عقائد و اعمال رواج پا گئے ہیں ان کا قلع قمع کیا جا سکے۔ لیکن اس کے علاوہ نزولِ قرآن کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ سابقہ کتبِ سماویہ میں جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن حکیم کے متعلق پیشین گوئیاں موجود تھیں۔ ان کا مصداق اب تک ظاہر نہ ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتِ عمومی کی بناء پر اُس مایۂ ناز ہستی کو تقریباً ساڑھے چھ سو سال کے بعد بھیجا جو دعائے خلیل اور نوید مسیحا کو اپنی ہمہ گیر شخصیت میں سموئے ہوئے تھا اور اس طرح بعثتِ نبوی نے ان الہامی کتابوں اور ان کے لانے والوں کی تصدیق و توثیق کر دی۔ قرآن حکیم نہ صرف ان صداقتوں کو تسلیم کرتا ہے جو سابقہ کتبِ سماویہ میں محفوظ ہیں بلکہ ان پر ایمان لانا بھی لابُدی قرار دیتا ہے اور پھر ان سب حقائق اور معارفِ الٰہیہ کو اپنے اندر جمع کر کے اُن کی تکمیل کر دیتا ہے۔

قرآن حکیم مومنوں کیلئے راہ ہدایت متعین کرتا ہے

ارشادِ قرآنی ہے۔ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا ۙ وَّ اَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا o (س بنی اسرائیل آیت ۹-۱۰)

ترجمہ: بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ اُن کے لئے بڑا ثواب ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

حقیقتِ واقعہ یہ ہے کہ قرآن حکیم تو اللہ ربّ العزت کے سچے، سیدھے اور صحیح راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے اور اس پر عمل کرنے والے ایمانداروں کو بڑے اجر کی خوش خبری سناتا ہے اور اس بات کی صراحت کرتا ہے کہ ان کے مخالف و معاند جو ہدایتِ قرآنی، نورِ فرقانی، جزا و سزا اور قیامت

(باقی صلا پر)

۴ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ بمطابق ۲۰ جون ۱۹۶۹ء

کبریائی فقط اللہ تعالیٰ جلّشانہ کا حق ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

ولہ الکبریاء فی السمٰوٰت والارض۔

ترجمہ: اور اسی کے لئے ہے بڑائی آسمانوں اور زمینوں میں۔

بندگانِ محترم: دنیا میں ہر شر و فساد اور معاشرۂ انسانی میں تمام برائیوں کی جڑ کبر ہے۔ تخلیقِ آدمؑ کے بعد اوّلین گناہوں میں سے "کبر" ہی ہے جو شیطان سے سرزد ہوا اور غضبِ خداوندی کا باعث ہوا۔

تکبّر عزازیل را خوار کرد
بزندانِ لعنت گرفتار کرد

چھوٹی سے لے کر بڑی جنگوں تک کی اصل اور بنیادی وجہ "کبر" ہی ہے۔ اسی سے خداوند تعالےٰ کی زمین بدامنی کا گہوارہ بنی ہوئی ہے۔ کیونکہ ہر گناہ کی اصل درحقیقت یہی "کبر" بنتا ہے اور اسی سے بداعمالیوں کی شاخیں پھوٹتی ہیں ۔۔۔۔ قرآن کریم کی اس آیتِ کریمہ نے اس جڑ پر کلہاڑا چلایا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ تو صرف میرا ہی حق ہے اور کبریائی و عظمت فقط میرے ہی لئے زیبا ہے کیونکہ ساری کائنات کا خالق میں ہوں میرا کوئی خالق نہیں۔ ساری کائنات کا رازق میں ہوں۔ میرا کوئی رازق نہیں ۔۔۔۔ کائنات کا ذرّہ ذرّہ میرا محتاج ہے میں کسی کا محتاج نہیں ۔۔۔۔ کون و مکان میری وجہ سے ہے ۔۔۔۔ میں حیّ و قیوّم ہوں ۔۔۔۔ سب فانی ہیں میں باقی ہوں ۔۔۔۔ جس کسی کے پاس کچھ ہے میرا دیا ہوا ہے، مجھے کوئی دینے والا نہیں ۔۔۔۔ ہر صاحبِ کمال کا کمال عارضی اور میرا عطیّہ ہے ۔۔۔۔ میرے کمالات ذاتی اور کبھی نہ ختم ہونے والے ہیں ۔۔۔۔ اسی لئے کبریائی و عظمت فقط میرا حق ہے ۔۔۔۔ اور جس طرح کوئی اپنے کمالات میں کسی دوسرے کو شریک دیکھنا پسند نہیں کرتا حالانکہ وہ فانی ہیں، ختم ہو جانے والے ہیں تو پھر میں کیسے کسی شریک کو پسند کر سکتا ہوں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

ایک مرتبہ ایک نہایت ہی حسین و جمیل اور باکباز عورت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے شکایت کی کہ میرا خاوند دوسری شادی کرنا چاہتا اور مجھ پر سوکن لانا چاہتا ہے۔ اس لئے آپ مجھے ایسا تعویذ دے دیں یا اس طرح دعا فرما دیں کہ وہ اپنے اس ارادے سے باز آ جائے ۔۔۔۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "بہن! جب اللہ تعالےٰ نے مرد کو استطاعت ہونے پر چار تک بیویاں کرنے کی اجازت دے رکھی ہے تو پھر میں کون ہوتا ہوں جو قانونِ خداوندی میں دخل دوں اور حکم خداوندی کی خلاف ورزی کا ذریعہ بنوں" اس جواب پر وہ خاتون بہت دل برداشتہ ہوئی اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض کیا ۔۔۔۔ "حضرت! میں پردہ میں ہوں اور شریعت اجازت نہیں دیتی کہ میں آپ پر اپنا چہرہ ظاہر کروں، اگر شریعت مجھے اجازت دیتی اور میں آپ پر اپنا حسن و جمال ظاہر کر سکتی تو پھر آپ فیصلہ فرماتے کہ آیا مجھ جیسی حسین و جمیل بیوی پر میرے خاوند کو "سوکن" لانے کا حق حاصل ہے یا نہیں"؟

یہ جواب سننا تھا کہ حضرت بایزید بسطامی تڑپ اُٹھے اور بے ہوش ہو گئے۔ ہوش آنے پر فرمانے لگے ۔۔۔۔ دیکھو! یہ ایک خاتون جس کا حسن و جمال قطعی فانی اور محض عطیۂ خداوندی ہے، اپنے حُسن پر اس قدر نازاں ہے کہ اُس پر سوکن لانا پسند نہیں کرتی اور اپنی توہین سمجھتی ہے تو وہ ربِّ ذوالجلال اور خالقِ کائنات جو حُسن کا خالق اور ساری کائنات کا پالنہار ہے کیونکر گوارا کر سکتا ہے کہ مخلوق کسی کو اس کا شریک ٹھہرائے ۔۔۔۔

یہی وجہ ہے کہ اس نے مشرک کو ابدالآباد جہنمی قرار دیا ہے۔ اور اپنے شریک کو اپنی کبریائی کی توہین ٹھہرایا ہے۔ جب ایک ناچیز مخلوق اپنے ساتھ کسی کو شریک کرنا پسند نہیں کرتی تو قادرِ مطلق خدا اور وہ حیّ و قیوّم ذات اپنے ساتھ کسی کو شریک کرنا کیونکر پسند کر سکتی ہے۔

عزیزانِ گرامی! آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور تمام آسمانی کتابوں کا نچوڑ یہی ہے کہ دنیا میں بڑائی صرف خداوند تعالےٰ کی تسلیم کی جائے اور تمام کائنات

اس کے حضور عجز و انکسار کا پیکر بن جائے۔

"نماز" کی دیگر فرائض پر برتری کی ایک وجہ یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ دوسرے فرائض کے مقابلہ میں اس میں "تذلل و انکسار زیادہ نمایاں ہے اور اسی لئے قیامت کے دن سب سے پہلے اسی کی پوچھ ہو گی ؎

روزِ محشر کہ جاں گداز بُود
اوّلیں پرسشِ نماز بُود

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ نماز کی ہر رکعت میں قیام ایک ہے، قومہ ایک ہے، رکوع ایک ہے، ہر چیز ایک ایک ہے مگر سجدے دو رکھے گئے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا چونکہ اس میں اظہار عجز دوسرے ارکان کی نسبت سب سے زیادہ ہے اس لئے خداوند تعالےٰ کو یہ اتنا پسند آیا اور اس حالت میں بندہ خدا کو اتنا پیارا لگتا ہے کہ اس نے ہر رکعت میں دو سجدے رکھ دئے ہیں اور عبادت کا مقصود بھی بندے میں عجز و انکسار پیدا کرنا ہے ـــــ دل کا غرور تو بڑی ہی بری بات ہے، ظاہری طور پر بھی اللہ تبارک و تعالےٰ کبر و غرور کی چال تک کو ناپسند کرتے ہیں، اور فرماتے ہیں:-

ولا تمش فی الارض مرحًا ط انک لن تخرق الارض ولن تبلغوا الجبال طولا ہ

"اور زمین پر اکڑتے ہوئے زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلو حالانکہ تم (کمزور اتنے ہو کہ) زمین کو پھاڑ نہیں سکتے اور (پست قامت اتنے ہو کہ) تم پہاڑوں کی طوالت کو نہیں پہنچ سکتے"۔

دوسری جگہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی بتائی کہ:-

وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونًا ج

اور رحمٰن کے بندوں کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔

ہمارے آقا و مولا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ کائنات خدا کے بعد سب سے بڑے ہیں صحابہؓ کرام میں اس طرح گھلے ملے رہتے تھے کہ بارہا نوواردوں نے صحابہؓ کرام سے پوچھا کہ آپ میں سے پیغمبرؐ کون ہیں؟ حالانکہ آپؐ ان میں تشریف فرما ہوتے تھے چلنے میں سب کو آگے کر دیتے اور خود پیچھے چلتے تھے۔

ایک سفر میں کھانے کا وقت ہوا۔ کھانا پکانے کے کاموں کو صحابہ کرامؓ نے تقسیم کر لیا اور اپنا اپنا کام کرنے لگے تو تھوڑی دیر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گیا کہ آپ لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھائے چلے آ رہے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا "یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم خادموں کے ہوتے ہوئے آپؐ نے یہ زحمت کیوں اٹھائی۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں نے بھی کھانا کھانا تھا اور لکڑیاں لانے کا کام کسی نے اپنے ذمہ نہیں لیا تھا۔ اس لئے مَیں نے از خود یہ کام اپنے ذمہ لے لیا۔

باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام کے سردار اور نبی الانبیاء ہیں مگر آپؐ نے اپنی امّت کو منع فرمایا کہ مجھے دوسرے انبیاء پر اس طرح سے فضیلت نہ دو کہ کسی پیغمبر کی کسر شان ہوتی ہو۔

کتب سیر گواہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس شہر سے کبھی رات کی تاریکی میں چھپ کر نکلے تھے اور آپؐ کو غار میں چھپنا پڑا تھا۔ دشمنوں سے بچنے کے لئے مدینہ کا راستہ بدل کر تشریف لے گئے تھے ـــــ جب اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نصرت و اعانت سے اسی شہر میں دن دہاڑے فاتحانہ انداز سے داخل ہوئے اور دس ہزار تلوار بردار و جاں نثار مجاہدین آپؐ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے حکم کے منتظر تھے۔ کفر کا پتہ آب آب ہو رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گیا کہ سر جھکائے ہوئے اونٹنی پر سوار تھے اور مکّہ کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنے آگے پیچھے سوار کر رکھا تھا ـــــ گردن زدنی مجرموں کو اذھبوا انتم الطلقاء (جاؤ تم سب کو چھوڑ دیا گیا) کا مژدہ دے رہے تھے۔

محترم حضرات! یہاں یہ بیان کر دینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ تصوف کا نچوڑ اور راہِ سلوک کی آخری منزل رضا بالقضاء ہے اور قضاء پر رضا اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب بندہ عجز و نیاز کا پُتلا بن کر اپنے آپ کو خداوند قدوس کے دروازے پر گرا دے اور کبر و ناز کا شائبہ تک اس میں نہ ہو۔

پس اس لئے اے اللہ کے بندو! ہم سب کو بندگی و بے چارگی کی چادر سے باہر پاؤں نہ نکالنے چاہئیں اور کبریائی و عظمت کی ادا اسی ذاتِ بے ہمتا کے لئے مخصوص کر دینی چاہئے کہ یہ فقط اسی کا حق ہے اور اسی کو زیب دیتی ہے۔

ولہ الکبریاء فی السموات والارض۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

گوہر پارے

- زیادہ گوئی سے بڑھ کر انسان کے لئے کوئی چیز بُری نہیں۔ (حدیث)
- خاموشی غصّے کا بہترین علاج ہے۔ (عثمان غنیؓ)
- زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہے۔ (عثمان غنیؓ)
- تلوار کا زخم جسم پر ہوتا ہے اور بُری گفتار کا روح پر۔ (عثمان غنیؓ)
- آدمی کی قابلیت زبان کے نیچے پوشیدہ ہے (علی المرتضیٰؓ)
- کلام میں نرمی اختیار کرو کیونکہ الفاظ کی نسبت لہجے کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔ (امام غزالیؒ)
- خاموشی عبادت ہے بغیر محنت کے (امام غزالیؒ)
- دنیا کی مصیبتوں کا ۳/۴ حصہ زبان کا پیدا کردہ ہے۔ (بزرجمہر)
- خاموش رہو یا ایسی بات کہو جو خاموشی سے بہتر ہو۔ (بیکن)

فرزانہ فہیم دستی (ملتان)

تزکیۂ قلب

ارشاداتِ عالیہ: حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب پسروری مدظلہ العالی ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

(قسط نمبر ۲)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بلند مقام

میں نے جو آیتیں آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں وہ پہلے اور انیسویں پارے کی چند آیتیں ہیں۔ میں جو کچھ آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ وہ مضمون ہے "تزکیۂ قلب" یعنی دل کو صاف کرنا، دل کو دھونا، دل کو پاک صاف کرنا۔ تزکیۂ قلب اس مضمون کا عنوان ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا کے ان مشہور پیغمبروں میں سے ہیں جن کا نام چھوٹے بچے اور بوڑھے، جوان، مرد، عورتیں سب کے ذہن کے اندر ہے اور سب جانتے ہیں کہ وہ خدا کے خلیل تھے۔ ان کے معجزات مشہور ہیں۔ وقت کی کمی ہے ورنہ میں ان کے چند معجزات بیان کرتا۔ دنیا کے اندر انبیاء کرام تشریف لائے۔ وہ تشریف لے گئے اور اُن کے معجزے بھی ان کے ساتھ ختم ہو گئے اب ان معجزات کا وجود نہیں ہے لیکن حضرت ابراہیم خلیل اللہ ان پیغمبروں میں سے ہیں جن کو گذرے پانچ ہزار برس ہوئے ہیں لیکن ان کے معجزات ایک، دو، تین، چار، پانچ اب بھی موجود ہیں۔ اُن معجزات میں سے نمونے کے طور پر ایک معجزہ پیش کرتا ہوں۔ جو اب بھی، پانچ ہزار سال کے بعد موجود ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے دعا مانگی تھی وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۝ (الشعراء) اے اللہ! میرے بعد قیامت تک نسل انسانی چلتی رہے گی اور انسانوں کا سلسلہ پھیلتا رہے گا آنے والی دنیا کے لوگوں کی زبانوں پر میرا ذکر خیر کے ساتھ ہو، بھلائی کے ساتھ ہو، اچھائی کے ساتھ ہو، کسی کی زبان پر میرا ذکر برائی کے ساتھ، بدی کے ساتھ نہ ہو۔ تو یہ دعا اللہ تعالٰے نے ایسی قبول فرمائی کہ آج پانچ ہزار برس کے بعد بھی دیکھ لیجئے کہ ہر چھوٹا بچہ جب نماز پڑھتا ہے اور بوڑھا ڈیڑھ سو برس کا جب نماز پڑھتا ہے، مرد نماز پڑھتے ہیں، عورتیں نماز پڑھتی ہیں، پڑھے لکھے پڑھتے ہیں، ان پڑھ پڑھتے ہیں، ہر نمازی ہر اخیر التحیات میں چار دفعہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا نام ادب، محبت، پاکیزگی لباس اور دل کی الفت کے ساتھ لیتا ہے اور ہر نمازی اگر ۵ نمازیں پڑھے (نوافل چھوڑ کر) تو سولہ التحیات بنتے ہیں تو سولہ التحیاتوں میں چار دفعہ فی التحیات یعنی سولہ چوکے چونسٹھ دفعہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا نام چوبیس گھنٹے کے اندر اس عزت، عظمت، محبت اور احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ ان کی دعا کے اچھے اثرات پانچ ہزار برس کے بعد بھی ان کے طلب کئے ہوئے ارادے کے مطابق موجود ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

تو جس طرح یہ دعا تھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی۔ اسی طرح ایک دعا یہ بھی ہے رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا ——— یہ بیت اللہ کی تعمیر جب ہو رہی تھی اور اس وقت حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ ساتھی تھے اور مزدوروں کی طرح اینٹ گارا بہم پہنچا رہے تھے اور اہلیہ محترمہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تشریف فرما تھیں۔ تو فرمایا۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ۔ اے اللہ! بھیج ان میں "ان میں" اشارہ سوائے حضرت اسمٰعیل کے اور کسی کی طرف نہیں۔ اس لئے کہ مکہ مکرمہ کی سرزمین میں سوائے بیت اللہ کے کوئی عمارت نہیں تھی اور سوائے ان تین نفوس مقدسہ کے کوئی چوتھا موجود نہیں تھا۔ اس لئے اس دعا میں اشارہ ہے حضرت اسمٰعیل کی طرف کہ اے اللہ! جو طلب کر رہا ہوں رسول، کہ ایک رسول آئے۔ وہ ہو ان کی نسل میں سے، یعنی حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے ——— تو دعا کیا مانگی؟ ان میں سے ایک رسول بھیج ——— ایک رسول ——— رُسُلًا نہیں۔ کہ زیادہ رسول ——— ایک رسول بھیج۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات سے افضل ہیں

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ، نوراللہ تعالیٰ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں چار ہزار نبی آئے لیکن حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل میں صرف ایک پیدا ہوا جو ساری کائنات سے افضل تھے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ———

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار ڈیوٹیاں

تو جیسے وہ دعا قبول ہوئی نا ——— وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۝۔ اسی طرح یہ بھی دعا اللہ تعالٰے کے ہاں قبول ہوئی۔ اور ان کی آرزو کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو ان کے تشریف لانے کا مقصد کیا تھا؟ فرمایا یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ۔ وہ لوگوں کو تیری کتاب پڑھ کر سنائے گا ——— تو جیسا کہ محترم قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب نے فرمایا کہ اس کا پڑھنا، تلفظ ادائیگی، یہ بھی انسان کی رائے پر موقوف نہیں ہے۔ ترجمانی تو بڑی چیز ہے مسائل کی، احکام کا بیان کرنا تو بہت بڑی چیز ہے، قرآن کریم کی تلاوت بھی انسان کی اپنی رائے اور اپنے خیال پر نہیں۔ بلکہ فرمایا یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ۔ پڑھنے کا طریقہ بھی وہی ہوگا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھ کر پیش کریں گے وہ سنیں گے جبریل سے اور جبریل سنیں گے اللہ تعالٰے سے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھیں گے۔ تو سننے والے اسی طرح پڑھیں جس طرح کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پڑھا جیسا کہ آپ کے سامنے قاری غلام فرید صاحب نے قرأت اور تجوید کے معیار پر دو دفعہ قرآن کریم کی تلاوت سے

ہمیں محفوظ فرمایا ـــــ فرمایا، يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ ـ اس تلاوت کے اندر یہ ہوگا کہ تؔ اور طؔ ان کے تلفظ اور پڑھنے میں فرق ہوگا ـ ثؔ سؔ، صؔ ان کے پڑھنے میں فرق ہوگا جیسے شکلیں مختلف ہیں اسی طرح ان تینوں کے پڑھنے کے انداز بھی جدا ہونگے عینؔ، الفؔ ، ءؔ یہ تین لکھنے میں جیسے جدا ہیں (ع ـ آ ـ ء) اسی طرح ان کے پڑھنے کا طرز بھی جدا ہوگا ـــــ تؔ اور طؔ جیسے شکلیں ان کی جدا ہیں اسی طرح ان کے پڑھنے کے اندر بھی امتیاز ہوگا اور فرق ہوگا ـ ذؔ، ظؔ ضؔ یہ تین حرف جیسے شکلیں جدا ہیں اسی طرح ان کے پڑھنے کے انداز بھی جدا ہوں گے ـ تو فرمایا ـ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ ـ اے اللہ! ایسا رسول بھیج جو تیری کتاب کی تلاوت کرے اور جو اس وقت موجود ہوں وہ اس تلاوت کو سنیں ـ نمبر ایک ـــ

قرآن مجید پڑھنے کیلئے استاد کی ضرورت ہے

دوسرا کام کیا ہوگا؟ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ ـ وہ سننے والے جب پڑھنا چاہیں کہ ہم بھی ایسی پاکیزہ کتاب کو پڑھنا چاہتے ہیں تو يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ ـ وہ انہیں کتاب پڑھائے ـ اور وہ پڑھ سکیں، استاد سے پڑھیں ـ اور پھر خود پڑھتے رہیں ـ تو گویا یہ کتاب تلاوت کے لئے بھی استاد کی محتاج ہے کہ سننے والا سنے اور تلفظ کے لئے معلم کی محتاج ہے کہ ایسا نہیں کہ جس طرح جس کا جی چاہے طؔ، تؔ، زؔ، ظؔ اور ثؔ، صؔ کے الفاظ کی تمیز کئے بغیر پڑھتا چلا جائے ـ کسی معاملہ میں آزادی نہیں ہے ـ

قرآن مجید میں مثالیں اور نصیحتیں ہیں

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ـــ تلاوت پہلا نمبر، پڑھانا دوسرا نمبر ـــــ يعلمهم الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ـ قرآن کریم کے اندر قصص ہیں، واقعات ہیں گذشتہ قوموں کے، پیغمبروں کے، امتوں کے، احکام ہیں، منہیات ہیں اور مثالیں ہیں نصیحتیں ہیں ـ تو ان الفاظ کے اندر، آیات کے اندر، تیری کتاب کے اندر جو احکام کا ذخیرہ ہے وہ خدا کی طرف سے وہ لوگوں کو سمجھائیں گے ـ یعنی تلاوت ایک کام، تعلیم کتاب دوسرا کام اور تعلیم تفسیر، یہ تیسرا کام ـ

اصل مقصود تزکیہ ہے

اور چوتھا کام ہے تزکیہ ـ ان کے دلوں کی دنیا بدل ڈالے ـ بزدل بہادر بن جائیں اور کمزور طاقتور بن جائیں، خدا سے غافل اللہ کی یاد میں ذاکر بن جائیں ـ بندوں پر ظلم و ستم کرنے والے ان کے نگران اور رکھوالے بن بن جائیں، جاہل علم والے بن جائیں ـ محکوم حاکم بن جائیں، غرض وَيُزَكِّيْهِمْ ـ اصلی مقصود کیا ہے؟ تزکیہ ـ

ایک مثال سے وضاحت

آپ درخت لگاتے ہیں، مثلاً آم کا درخت ہے ـ جب آپ گٹھلی کو زمین کے اندر دفن کرتے ہیں، پانی دیتے ہیں، حفاظت کرتے ہیں، ایک پودا نکل آتا ہے تو آپ مطمئن نہیں ہو جاتے کہ بس ہمارا مقصد پورا ہو گیا، نہیں، اس کی جڑیں آپ پانی کے ذریعے سے سیراب کرتے ہیں، اور پتے نکل آتے ہیں، تو بھی آپ مطمئن نہیں، آپ ابھی کام کرتے رہتے ہیں کیونکہ آپ کا مقصد پورا نہیں ہوا ـ مقصد کیا ہے؟ کہ یہ درخت بن جائے اور درخت کے بعد اس پہ بُور آ جائے ـ اور آم کا پھل لگے ـ پھل لگ جانے پر بھی آپ مطمئن نہیں ہوتے، وہ پک جاتا ہے، رسیلا بن جاتا ہے، پھر آپ کا مقصد پورا ہو جاتا ہے ـ تو گویا مقصد کیا تھا پانچ برس کی محنت سے؟ آم کے رس سے تازگی، سرور اور لذت حاصل کرنا ـ

تزکیہ سے انسان میں بنیادی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں

تو تلاوت ضروری ہے اور تعلیم کتاب ضروری ہے، تعلیم حکمت ضروری ہے ـ لیکن یہ تین ابتدائی چیزیں ہیں ـ مقصود ہے تزکیہ کہ انسان کے دل کی دھلائی ہو ـ انسان کا دل بدل جائے ـ انسان کے دل کے اندر حرص کی بجائے قناعت آ جائے، بخل کی بجائے سخاوت آ جائے، ظلم کی بجائے عدل آ جائے، بزدل اور ڈرپوک ہونے کی بجائے بہادر بن جائے، جرأت والا بن جائے، ظالم کی بجائے عادل بن جائے، اسی طرح ہر اچھی صفت انسان کے اندر پیدا ہو جائے ـ

ایک اور مثال سے وضاحت

دوسری مثال عرض کرتا ہوں کہ "کچلا" ایک دوائی ہے اور مشہور ہے کہ یہ زہر ہے لیکن جب کچلے کو مدبّر کر دیا جاتا ہے تو وہ موت کی بجائے طاقت بنانے والا بن جاتا ہے، اور اس سے کتنے انسانوں کی طاقت بڑھ جاتی ہے ـ

تزکیہ کے فوائد

تو انسان کے دل کا تزکیہ نہ ہو تو وہ سانپ ہے، نسلِ انسانی کا دشمن ہے، اُن کے مارنے کی تدبیریں سوچتا ہے لیکن اگر انسان کے دل سے یہ سانپ والا زہر نکل جائے تو وہ انسان کا نگہبان، انسانوں کا محافظ اور خیرخواہ بن جائے ـ اگر انسان کے دل کے اندر حرص ہو تو مکڑی کی طرح ساری دنیا کو کھا کر بھی سیر نہیں ہوتا ـ اس کا پیٹ نہیں بھرتا ـ لیکن قناعت کا جذبہ اگر اس کے اندر تزکیہ کے ذریعہ سے آ جائے اور اس کا دل مزکّٰی ہو جائے تو پھر وہ آدھی روٹی پر بھی شاکر ہو جاتا ہے ـــ

نیم نانے گر خورد مردِ خدا
بذلِ درویشاں کُند نیم دگر

وہ آدھی روٹی کھا کر بھی گذارہ کر سکتا ہے ـ دو درویشاں در گلیمے بگنجند و دو سلطان در اقلیمے نہ گنجند ـ ایک گودڑی میں، ایک لیف میں (لحاف میں) دو درویش گذارہ کر سکتے ہیں لیکن ایک بڑی سلطنت میں ایک بادشاہ گذارہ نہیں کر سکتا ـ

تزکیہ ہی انسان کی حقیقی دولت ہے

تو بہر حال میں تزکیے کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تزکیہ ہی انسان کی حقیقی دولت ہے اور تزکیہ ہی ایمان کی روح ہے، تزکیہ ہی اسلام کا ثمرہ ہے ـ تزکیہ کے لئے پیغمبرِ خدا تشریف لائے تھے ـ

میرے معزز دوستو! پیغمبر خود

مُقَدَّس ہوتا ہے اور وہ مقدّس ہوتا ہے۔ خدا خود مزکّی ہوتا ہے اور وہ مزکّی ہوتا ہے۔ یعنی پیغمبر پاک بن کر آتا ہے اور وہ لوگوں کو پاک کرنے کے لئے آتا ہے۔ وہ خود مقدّس ہوتا ہے اور دوسروں کے لئے مقدّس ہوتا ہے جو اس کے ساتھ روحانی تعلق پیدا کر لے اس کا دل پاک ہو جاتا ہے، اس کا دماغ پاک ہو جاتا ہے، اس کا دماغ پاک ہو جاتا ہے، اس کے ہاتھ پاک ہو جاتے ہیں۔ وہ اتنا پاک ہو جاتا ہے کہ دوسرے انسان اس کے ہاتھ چومتے ہیں، اس کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈتے ہیں اور ان کے بچے ہوئے کھانے میں برکت حاصل کرتے ہیں۔ وہ برکتوں کا تقسیم کرنے والا بن جاتا ہے۔ اس کی زبان سے جو الفاظ نکلیں عرش تک پہنچتے ہیں اللہ کے ہاں قبولیت حاصل کرتے ہیں اور جس کے لئے وہ دعا کریں خدا اس کی مشکلیں حل کر دیتا ہے، اس کی مصائب دور کر دیتا ہے، ان کی شفاعت سے قیامت کے دن ہزاروں کی نجات ہو گی۔ یہ چیز کب نصیب ہو گی؟ جب تزکیہ ہو گا۔

نبی کسی استاد کا محتاج نہیں ہوا کرتا

نبی اپنے تزکیئے کے لئے کسی کا محتاج نہیں۔ وہ خدا کے ہاں، فرمایا۔ عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمِیْ۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے پڑھایا اور میری تعلیم کو مکمل کیا۔ خوب یاد رکھو، نبی پڑھنے کے لئے کسی فردِ انسانی کا لحظہ بھر بھی محتاج نہیں ہوتا۔ وہ مردود ہے اللہ کی بارگاہ سے، جو پڑھے دوسروں سے اور دعوئے کرے نبوّت کا — تو نبی خدا کے ہاں سے علم کے زیور کے ساتھ، عملی دولت کے ساتھ مالا مال ہو کر آتا ہے۔ فرمایا۔ عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمِیْ۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے علم کے علاوہ عمل کے حسن کے ساتھ بھی آراستہ کیا اور مجھے بہترین مقام عطا فرمایا۔ تو نبی علم میں بلند ترین مقام پر ہوتا ہے اور نبی عمل میں مثالی زندگی رکھتا ہے۔ نبی اپنے ظاہری، باطنی ×

× علمی، عملی کمالات میں بے نظیر ہوتا ہے۔ تو نبی تقدّس میں دنیا کے لئے مقدّس ہوتا ہے۔

(باقی آئندہ)

دربارگہ خواجہ نظام الدّین رح

سیّد مناظر احسن گیلانی

سُلطان جی سلطان جی   حضرت نظام الاولیاء
اے غرۂ دیباجِ حق   اے دُرّۂ تاجِ صفا
اے ہادئِ راہِ خدا   ہم چشتیوں کے پیشوا
اے کشتئِ اسلام کے   ہندوستاں میں ناخدا
گر پُوچھنے کا حق نہیں   لیکن یہ کیا ہے ماجرا
یہ روضۂ اطہر تیرا   یہ مرقدِ انور تیرا
اور اس کے آگے برملا   ہو کفر کا طوفاں بپا
شدّادیت کی یہ وَبا   ہامانیت کی یہ فضا
یہ طنطنہ یہ دبدبہ!   یہ شور و شر یہ قہقہہ
تیرے سماع خانہ میں اُف!   آہنگِ مغرب چھڑ گیا
دیتی ہے جس کی ہر صدا   تعلیمِ انکارِ خدا

سُلطان جی سلطان جی!
حضرت نظام الاولیاء

رعشہ سا اک طاری ہُوا   اور تھی بدن میں تھرتھری
باہر کی یہ تاثیر تھی   یا وہم کی کاری گری
چپکے سے کوئی کہہ رہا   تیری نظر ہے سرسری
اسلاف کو تیرے یہاں   جس دم ملی تھی برتری
وہ شوکتِ سکندری   وہ صولتِ گردوں فری
شاہنشہیٔ و سروری   دارائیٔ و ہم داوری
شان و شکوہِ بلبنی   جاہ و جلالِ بابری
سچ کہنا ان میں کون تھا   بر جادۂ پیغمبری
خاک و کشتِ خون سے   کس نے نہ کی بازیگری
کس نے یہاں زندہ کیا   پھر راہ و رسمِ حیدری
کتنے یہاں گھری بنے   جنہوں نے کی تھی قیصری
دنیا اسی کا نام ہے   یہ سب ہے جنگِ زرگری

غافل تو لے اپنی خبر
تجھ کو پرائی کیا پڑی

آج ٹیپو سلطان اور سراج الدولہ فلمی کردار بنا دئیے گئے

صحابہ کرام پر تنقید کرنا علم کی علامت بن گیا ہے

اور نئی نسل ابن عربی، ابن تیمیہ اور رومی کے ناموں سے ناآشنا ہو رہی ہے

مجلس یادِ اسلاف لائل پور کے اجتماع میں خطبہ استقبالیہ

(محمد حنیف رضا ناظم اعلیٰ مجلس یاد اسلاف)

صدر گرامی قدر، مہمان معظم اور حاضرین کرام! بیشتر اس کے کہ مجلس یادِ اسلاف لائل پور کے پروگرام و عزائم کے بارے میں کچھ عرض کیا جائے۔ میں مجلس کے منتظمین کی طرف سے مہمان خصوصی حضرت مولانا عبیداللہ انور صدر محترم ڈاکٹر زیڈ اے ہاشمی وائس چانسلر مغربی پاکستان زرعی یونیورسٹی، دیگر مقررین تمام حاضرین و سامعین کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجلس کے اس افتتاحی اجلاس کو رونق بخشی اور ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔

حضرات! آپ جانتے ہیں کہ آج کا انسان تاریخ انسانی کے اہم ترین دور سے گزر رہا ہے۔ اُس وقت سے لے کر جب یہ پہاڑوں اور غاروں میں زندگی گزار رہا تھا آج تک جب یہ چاند، ستاروں کو اپنا مسکن بنانے کے منصوبے بنا چکا ہے۔ اس کی زندگی نے تدریج و ترقی کے بے شمار مراحل طے کئے۔ پہلے یہ کسی قانون، قاعدے، ضابطے اخلاق کا پابند نہ تھا۔ معاشرہ سماج یا سوسائٹی کے آثار عنقا تھے۔ باہمی مشاورت و معاملات کا تصور موجود نہ تھا۔ جرم و سزا کے قدیم ترین واقعات جو انسانی ذہن میں محفوظ ہیں ان میں ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں کا ایک تذکرہ بھی ہے کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا تو وہ نہیں جانتا تھا کہ مردہ لاش کس طرح ٹھکانے لگائی جائے۔ تاکہ اس کا جرم پوشیدہ رہ سکے۔ اُس وقت خالق دو جہاں نے پرندوں کے ذریعہ حضرتِ انسان کی مدد کی، اور اسے معلوم ہو گیا کہ مُردے کو کس طرح دفن کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد آبادی بڑھتی گئی، نسلیں پیدا ہوتی رہیں گروہ، قبیلے اور فرقے بنتے چلے گئے۔ ضروریات زندگی بڑھتی گئی۔ باہمی معاملات پیدا ہونے شروع ہوئے۔ کرۂ ارضی پر مختلف رنگ و نسل کے لوگ پھیلتے گئے خدائے برتر نے بنی آدم کی رہنمائی و تدریس و ہدایت کے لئے اپنے برگزیدہ پیغمبروں نبیوں، رسولوں کو وقتاً فوقتاً مبعوث فرمایا جنہوں نے اپنے اپنے دور میں اپنے مخاطب گروہوں کو دنیاوی اور اخروی کامیابی و کامرانی کے لئے پیغاماتِ الٰہی پہنچائے۔ انسان اِن پیغمبروں کی تقلید کرتا جو اس کے لئے ذہنی سکون اور زندگی کے چین کا باعث ہوتی۔ نوعِ انسانی نے مختلف ادوار میں بے شمار نبیوں سے فیض حاصل کیا۔ حتیٰ کہ اس کا EVOLUTIONARY دور ختم ہو گیا۔ اور اور اللہ کے سب سے پہلے گھر کعبہ کے شہر مکہ میں مائی آمنہ کی گود میں وہ پھول چمکا، جس کی خوشبو سے یہ کائنات معطر ہو گئی۔ پروردگار کی طرف سے رشد و ہدایت کی یہ آخری شمع تھی جو عرب کے مسموم و صرصر زدہ ریگستان میں قیامت تک کے لئے روشن ہوئی۔ اس مبارک ہستی کے جلوہ افروز ہو جانے سے تمام پرانے قوانین و اصول باطل قرار دئے گئے۔ اہل عرب میں چوری۔ زنا۔ شراب نوشی۔ جوا بازی اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کی قبیح رسوم کا خاتمہ ہوا۔ لات و ہبل پاش پاش ہوئے اور پرچم توحید بلند ہو گیا۔

آنحضرتؐ کے بعد ان کے خلفاء اور صحابہ دین قیم کی سربلندی کے لئے کوشاں رہے۔ انہوں نے حضورؐ کی تعلیمات کو اوڑھنا بچھونا بنایا۔ اور عرب کے بوریے نشین قیصر و کسریٰ کے گریبانوں کی دھجیاں بکھیرنے لگے۔ نبی امیؐ کے بعد خدا کے فرمان کے مطابق چونکہ قیامت تک کسی ہادی کا آنا خارج از بحث ہے، اس لئے آج آدمیت کی رہنمائی کے لئے خاتم الانبیاءؐ ان کے خلفاء، صحابہ، اکابرین، مفسرین، اور قائدین کی تابناک زندگیوں کو مشعلِ راہ بنانے سے ہی انسانیت کی فلاح، سکون اور ترقی ممکن ہے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ان اکابرین کے خیالات، نظریات و افکار کو عام کیا جائے۔ مجلس یادِ اسلاف کا یہی منشور ہے ا[illegible] یہی مقصود۔

پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے۔ اس کی اساس اور بنیاد اسلام پر رکھی گئی تھی وہی اسلام جو چودہ سو سال قبل جبل نور پر شروع ہو کر عرفات میں الیوم اکملت لکم کی آیتہ پر مکمل ہوا۔ ایک ( ) لادینی حکومت کے حکمرانوں کے لئے تو یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے اکابر کے نظریات سے اختلاف کریں۔ ان کی موت کے بعد ان پر طعن و تشنیع کریں۔ قبروں سے ان کی ہڈیاں نکال پھینکیں، اور ان کا نام لینا جرم قرار دیں۔ لیکن ایک نظریاتی مملکت کے باشندوں، اس کے حکمرانوں اور اربابِ حل و عقد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اسلاف و اکابر کے نقش قدم پر چلیں۔ ورنہ اس بنیاد کے متزلزل ہونے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے جس پر کسی نظریاتی مملکت کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔

ہمارا منشاء یہ نہیں کہ ہم اسلاف کی بے جا مدح سرائی کریں۔ ماضی کی داستانیں افسانوی رنگ میں پیش کریں۔ یا پدرم سلطان بود کے نعرے لگاتے پھریں۔ بلکہ ہمارا واحد مقصد یہ ہے کہ آج جب ہم اپنے مسائل کے حل کے لئے اغیار کی طرف دیکھتے ہیں کہیں امریکی سرمایہ ہمیں متاثر کرتا ہے، کہیں برطانوی پارلیمانی نظام کو ہم اپنی معراج سمجھتے ہیں، کبھی مارکس و سٹالن کا فلسفہ ہمارا دامن کھینچتا ہے کہ ع جا اینجا است۔ کبھی لال کتاب ہمارے مطالعے کا محور رہتی ہے۔ ماضی قریب میں ہم نے اپنے ذاتی مطالبات کے لئے جلوس نکالے۔ بھوک ہڑتالیں کیں۔ تنخواہوں میں اضافے کے لئے املاک تباہ کیں۔ بہتر خوراک کے حصول کی خاطر قتل و غارت سے گریز نہ کیا۔

وہاں اسلام کو نہ دیکھا جو محمد عربی صلی اللہ

(باقی صـ۱۲ـ پر)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

منعقدہ ۱۷ / ۸ / ۱۹۶۸ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۵)

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رُبَّ کَاسِیَۃٍ فِی الدُّنْیَا عَارِیَۃٌ فِی الْاٰخِرَۃِ ط بہت سی وہ عورتیں جو دنیا میں اپنے آپ کو لباس میں سمجھتی ہیں وہ قیامت کے دن ننگی نظر آئیں گی - یہ سمجھتی ہیں کہ ہم لباس میں ہیں؟ قیامت میں یہ ننگی ہو جائیں گی - خداوند تعالیٰ کے حضور ان کو ننگا کر دیا جائے گا، ان کو میدانِ حشر میں ننگا ہونے کی سزا ملے گی - جنہوں نے دنیا میں ایسے لباس استعمال کئے جن لباسوں کی وجہ سے بدن ڈھکا یا چھپا نہیں بلکہ ننگا ہو گیا -

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ آج ہماری بچیوں کے وجود کو کون نہیں دیکھتا اور جو کسر رہ جاتی ہے وہ پھر ہمارے اخبار میں آ جاتی ہے (سبحان اللہ) کسی محفل میں، کسی فنکشن میں، کسی اجتماع میں پندرہ بیس آدمیوں نے دیکھا کسی بچی کو، لیکن جب اخبار میں وہ فوٹو آ جاتا ہے تو پھر ساری دنیا کے لوگ دیکھ لیتے ہیں - کہ یہ فلاں "حضرت صاحب" کھڑے ہیں، یہ فلاں "بیگم صاحبہ" کھڑی ہیں (اللہ تعالیٰ شرم و حیا نصیب فرمائے) اس میں کیا فائدہ ہے؟ نہ قوم کا فائدہ، نہ ملک کا فائدہ، نہ تمدن کا فائدہ، نہ دین کا فائدہ، نہ تہذیب کا فائدہ --- جہاں کچھ فائدہ ہو تو چلو تھوڑی دیر کے لئے شرِ قلیل کو خیرِ کثیر کے لئے اگر استعمال کیا جائے تو فقہاء نے ایک قاعدہ بنایا ہے - کہ شرِ قلیل اختیار کر سکتے ہو تم خیرِ کثیر کے لئے - اگر جہاں تمہیں یہ خیال ہو کہ اس کام کے کرنے سے مجھے تھوڑی سی کلفت تو ہو گی، کچھ تھوڑی سی بدنظمی ہو گی لیکن اس سے خیرِ کثیر حاصل ہو جائے گی، جیسا کہ جب نیا نیا پاکستان بنا تھا تو محمد علی جناح کے متعلق لوگوں نے بڑا پروپیگنڈا کیا غیر ممالک میں، خصوصاً اسلامی ممالک میں، کہ یہ بے دین ہے اور مسلمان نہیں ہے - یہ ہے، وہ ہے، تو اس زمانے میں جو پہلی نمازِ عید ہوئی تو مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے نمازِ عید پڑھائی تو محمد علی جناح صف میں بالکل ان کے پیچھے کھڑے تھے، پھر فوٹو لئے گئے، اخباروں میں چھپے اور باہر بھیجے گئے، لوگوں کو یقین ہو گیا کہ محمد علی جناح مسلمان ہیں اور دیکھئے مولانا شبیر احمد عثمانی آگے کھڑے ہیں - اور یہ ان کے پیچھے نمازِ عید ادا کر رہے ہیں - تو چلو یہ شرِ قلیل تھی وہاں بھی لیکن وہ شرِ قلیل خیرِ کثیر کے لئے کہ وہ جو پاکستان کے خلاف ایک پروپیگنڈا تھا اس کے لئے وہ دور کر دیا گیا یا کوئی اور ایسی بات ہو - یہ کیا ہے؟ کہ جس اخبار کو اٹھاؤ وہ فوٹوؤں سے بھرا ہوتا ہے جیسا کہ پاسپورٹوں کے دفتر بنے پھر رہے ہیں - اللہ ہمیں سب کو شرم و حیا نصیب فرمائے -

میں صحابہؓ کے متعلق عرض کر رہا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ابتدائی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے شرم و حیا کے بعد اپنے آپ سے بھی شرم و حیا کرتے تھے - اور شرم و حیا ایمان دار کا ایک وصف ہے - حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَۃً ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں --- ایمان ایک بیج ہے - جب یہ مسلمان کے دل میں پھوٹتا ہے، بیج اگتا ہے تو پھر یہ شاخیں نکالتا ہے - بیج اگنے کی علامت کیا ہے؟ کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں فَاَفْضَلُھَا قَوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط سب سے بڑی شاخ کیا ہے؟ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط کا پڑھنا - پھر وہ اپنی زبان سے کلمے کا ذکر بہت زیادہ کرتا ہے -

جو دوست کلمہ پڑھتے ہیں، ذکر کرتے ہیں، مجالسِ ذکر میں شریک ہوتے ہیں - اس حدیث میں کیا فرمایا - فَاَفْضَلُھَا قَوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط سب سے بڑی شاخ، ایمان کے بیج کے اُگنے کے بعد کون سی شاخ نکلے گی؟ بڑی شاخ، افضل، بہتر شاخ وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط ہے - اس لئے تمام سلاسلِ حقہ کے شیوخ اپنے مریدوں کو جب پہلا سبق تلقین کرتے ہیں وہ نفی اثبات کا سبق ہوتا ہے - وہ کیا ہے؟ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط یہ جو ضربیں لگائی جاتی ہیں یہ بدعات نہیں ہیں - ان کو کس نے بدعت کہا؟ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ نصیب فرمائے - نہ بدعت پہچانتے ہیں نہ سنت پہچانتے ہیں - جو بات مزاج کے خلاف ہو اسے کہہ دیا بدعت ہے - وہ ہم جب پڑھا کرتے تھے، بچپن میں دینی مدارس میں تو طالب علموں کے ہاں ایک بات مشہور تھی کہ بھائی پڑھنے کے بعد اگر خدا نخواستہ ناکام ہوتے تو کیا کیا جائے گا؟ تو ہم میں مشہور یہ ایک مقولہ تھا (طالبعلمی کے زمانے کی باتیں ہوتی ہیں) کہ بھائی، جو کوئی پوچھے گا تو کہہ دینا کہ اس میں اختلاف ہے - وہ کون سی بات ہے جس میں اختلاف نہیں ہے؟ جو مسئلہ نہ آتا ہو تو کہہ دیں اس میں اختلاف ہے - سو ہمارا حال ہے - سحری کو جاگنا، ہر وقت باوضو رہنا، تسبیحوں کا استعمال کرنا، محرمات سے بچنے کی کوشش کرنا، رب العلمین کے سامنے سربسجود ہو جانا اور اللہ کے ذکر میں سرشار ہونا، یہ کوئی آسان باتیں تھوڑی ہیں؟ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ جسے اللہ قبول کرے اُسے قبول کرتا ہے، ہمت دیتا ہے، ویسے ہی یہ کوئی آسان بات نہیں - شیطان ہمیشہ نوافل پر پہلے حملہ کرتا ہے، پھر فرائض سے روکتا ہے، پہلے نفلوں سے روکتا ہے، اس لئے تصوف کے خلاف پہلے لکھائے گا کہ تصوف میں کیا رکھا ہے؟ کیا ہے تصوف؟ یہ تزکیہ نہیں ہے؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی تین صفات نہیں ہیں؟ کتنے ہیں مناصبِ نبوّت؟ (۱) یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ (بقرہ ۱۲۹) تلاوتِ آیاتِ الٰہیہ (۲) وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ۔ تعلیم کتاب اور دین کی سمجھ کی تعلیم (۳) وَیُزَکِّیْھِمْ — اور تزکیۂ باطن — یہ تزکیۂ باطن کیا ہے؟ تزکیۂ باطن یہی ہے جس کی تشریح فرمائی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، تَعْبُدُ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ۔ تو اللہ کی اس طرح عبادت کر گویا تُو خدا کو دیکھ رہا ہے۔ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔ اگر تُو خدا کو نہیں دیکھ سکتا، خدا تجھے دیکھ رہا ہے۔ تو یہ پھر پہلے کس طرح شروع کیا جاتا ہے؟ پہلے زبان سے شروع کراتے ہیں۔ سارے کاموں کا منبع کیا چیز ہے؟ پہلا دروازہ کیا ہے؟ منہ — یہ جو ہمارے بدن میں خون بنتا ہے، طاقت آتی ہے، کس سے آتی ہے؟ خوراک سے۔ خوراک کہاں سے داخل کرتے ہیں؟ منہ سے — اسی طرح دل میں جو نور پیدا ہوتا ہے وہ اللہ کے ذکر سے، ذکر کہاں سے چلے گا؟ زبان سے۔ ذکرِ لسانی بنیاد ہے۔ اسی لئے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے عقیدے کے مطابق قطب الارشاد ہیں۔ (مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ) خاندانِ قدسیہ کے چشم و چراغ، ان کے متعلق میں نے پڑھا ہے آپ کے حالات میں کہ آخر عمر میں بھی جب آپ سلوک کے سارے مدارج طے کر چکے تھے ذکر لسانی ہوتا ہے۔ بات ویسے چل پڑی ہے، ہمیں کیا پتہ ان باتوں کا، اللہ مجھے آپ کو نیکوں کی جوتیوں میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے) تو کسی شیخ کے ہاں انسان جب جاتا ہے تو تمام سلاسل میں سب سے پہلے ذکرِ لسانی کراتے ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اس کے بعد پھر باقی کے درجات لطائفِ ستّہ وغیرہ ہیں — تو حضرت قطب الارشاد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سارے مدارج طے کر چکے تھے۔ (وہ تو ولیوں کے بھی شیخ تھے) لیکن آخر زمانے تک حضرتؒ کا یہ معمول تھا کہ سحری کو جب جاگتے تھے تو دھیمی آواز کے ساتھ ذکر بالجہر کرتے تھے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی آخر تک اس ذکر کو نہیں چھوڑا — اور چھوڑ کیسے سکتے ہیں؟ کوئی مسلمان اللہ کے نام کو چھوڑ سکتا ہے؟

تو فرمایا۔ اَفْضَلُھَا قَوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ سب سے بڑی شاخ ایمان کی کیا ہے؟ جب تمہارے دل میں ایمان کا بیج اُگ پڑے گا تو پھر تمہاری زبان پر کیا زیادہ آئے گا؟ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تمہاری زبان پھر میرا نام زیادہ لے گی۔ ماسوا کی نفی کرے گی اور پھر کرتے کرتے کرتے بحرِ توحید میں غوطے کھائے گی، پھر مراقبوں میں آئے گی، مکاشفوں میں آئے گی، پھر وہ یقین کرے گی۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ (بقرہ ۱۱۵) جدھر منہ پھیرو اُدھر ہی اللہ کی ذات موجود ہے۔ پھر تمہیں مقامِ شہود حاصل ہو جائے گا، پھر تم اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے (اللہ یہ کیفیات سب کو نصیب فرمائیں)

تو فرمایا۔ اَدْنَاھَا اِمَاطَۃُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ — اور اس ایمان کا چھوٹا سا شعبہ کیا ہے؟ — راستے میں دُکھ دینے والی چیزوں کو ہٹا دینا۔ اور آگے چل کر فرمایا — وَالْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ۔ اور حیا ایمان کا بہت بڑا شعبہ ہے، حیا ایمان کی بہت بڑی ٹہنی ہے۔ حیا ایمان کی بہت بڑی شاخ ہے۔ اور ایک حدیث میں فرمایا حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جتنے نبی پہلے گذرے ہیں سب نبیوں کی تعلیمات میں سے ایک بات یقینی طور پر باقی ہے جس پر سب نبیوں کی تعلیم متفقہ ہے، سب نبیوں نے اتفاق کیا اُس کے کہنے پر، سب نبیوں کی تعلیم کا جو مجمع الیہ ہے وہ کیا ہے؟ (مشکوٰۃ کی حدیث ہے) اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ جب تم میں حیا باقی نہیں ہے تو پھر جو مرضی ہے کرتا پھر — سب نبیوں نے کہا کہ برائی سے روکنے والی کون سی چیز ہے؟ — حیا — جب حیا کو چھٹی دے دی تو پھر کیا ہے؟ پھر جو مرضی ہے کرتا رہ۔ حیا میرے بزرگو شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ ہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: خطبۂ استقبالیہ

علیہ وسلم کا مقدس مشن تھا۔ اس فلسفے کو پیشِ نظر نہ رکھا۔ جس کی حفاظت میں عبداللہؓ ابن زبیرؓ کا جسدِ اطہر کئی دن سولی پہ لٹکتا رہا۔ اس گلشن کی آبیاری کی تدبیر نہ کی جسے حسینؓ نے خون اور زینبؓ نے آنسو دئیے تھے۔ اس مملکت کے استحکام کی کوشش نہ کی جس کے لئے جماعت مجاہدین نے بالاکوٹ کی پہاڑیوں کو لالہ زار کیا۔

آج ہماری نئی نسلیں غزالی، ابنِ رشد، ابن عربی، رازی، ابنِ تیمیہ، رومی کے ناموں سے واقف نہیں۔ سید احمد شہید، شاہ اسمٰعیل شہید کے نام ان کے نزدیک اجنبی ہیں۔ سراج الدولہ اور ٹیپو شہید کو وہ فلمی کردار جانتے ہیں۔ جدید دور کا جغرافیہ سرنگاپٹم اور پلاسی سے ناآشنا ہے۔ تاج محل شو کا پرانا منڈپ کہلانے لگا ہے۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی زندگیوں پر تنقید کرنا علم کی علامت بن گیا ہے۔

گذشتہ ماہ اسی شہر میں ایک ریٹائرڈ جج نے اسلامی سینما۔ اسلامی ناچ گانے اور اسلامی تھیٹر کی ضرورت پر زور دیا تھا، اور یہاں تک فرمادیا تھا کہ میں کس بڑے کو مانوں؟

مجلس یادِ اسلاف کے کارکنوں نے فیصلہ کیا ہے کہ اسلاف، اکابرین و قائدین کی تابندہ و تابناک زندگیوں کو تاریخ کی روشنی میں آپ کے سامنے رکھا جائے یقینی امر ہے کہ یہ کسی کے لئے مشعلِ راہ اور ہمارے لئے توشۂ آخرت بن جائے گا۔

ہماری خوش قسمتی اور بلند بختی ہے کہ ہم اپنے سفر کا آغاز سید الکونینؐ کی سیرتِ طیبہ کے ذکر سے کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ہم اس ذکر کے صدقے اور آپ کے تعاون سے یہ سفر جاری رکھ سکیں گے۔

●

دو عظیم عبادتیں

حافظ محمد سلیمان کیمبلپور

عبادت چاہے انفرادی ہو یا اجتماعی مقصد اس سے یادِ الٰہی ہے، اللہ کی رضا ہے۔ لیکن اجتماعی عبادت کا یہ فائدہ ہے کہ ایک دوسرے کی شہادت ہو جاتی ہے، ہم ایک دوسرے کی عبادت کے گواہ بن جاتے ہیں۔

نماز بھی اجتماعی طور پر اسی لئے مقرر فرمائی کہ محلہ، آبادی اور شہر کے دس بیس، سو پچاس آدمی ایک دوسرے کے گواہ ہوں کہ وہ اللہ کے احکام کی بجا آوری کرنے والے ہیں اور یہ اجتماعی شکل میں ذکر اذکار کی مجالس بھی اسی بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ ہم شرکاءِ مجلس، سارے کے سارے اللہ تعالےٰ کو اپنا رب، جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی و راہنما، بزرگوں کو مقتداء اور ذکرِ پاک کو اللہ کے قرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

قارئین کرام میں سے بھی شاید کسی کو یاد ہو کہ آج سے چند سال پیشتر جب کسی کا آخری وقت آتا تو وہ اگر نیک، پرہیزگار اور اللہ والا ہوتا تھا تو محلہ کے امام صاحب، مولوی صاحب یا کسی بھی بزرگ آدمی کو بلا کر اس کے سامنے کلمہ پڑھتا اور اسے اپنے کلمے کا گواہ بناتا تھا کہ میں دنیا سے با ایمان جا رہا ہوں۔ آج کل بھی شاید ایسا ہوتا ہو لیکن بہت کم دیکھنے میں آیا ہے۔

بعض عبادتیں ایسی ہیں کہ کرتا ان کو انسان ہے۔ انسان ہی سے متعلق ہوتی ہیں مگر ان میں اللہ تعالےٰ بطور نزولِ رحمت فرمانے کے شریک ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک درود پاک ہے جیسا کہ فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ، بیشک اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں نبیٔ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اے ایمان والو! تم بھی آپؐ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو ——— انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی تعریف و توصیف اور اعزاز و اکرام میں اللہ نے بہت کچھ فرمایا جیسا کہ ابوالبشر، جد الانبیاء حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرما کر مسجودِ ملائک بنایا۔ لیکن کسی اعزاز و اکرام میں یہ نہیں فرمایا میں بھی یہ کام کرتا ہوں تم بھی کرو۔ یہ خاصہ صرف نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہے اور آپؐ کی وساطت سے امتِ محمدیہ کو یہ شرف ملا۔ کہ اس عمل میں اللہ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ مومنین کی شرکت ہے۔ اللہ کا درود بھیجنے سے مراد نزولِ رحمت اور فرشتوں کا، دعا کا طلب رحمت ہے ——— اس آیت کے نزول پر صحابہؓ نے آپؐ سے دریافت کیا "اے اللہ کے رسولؐ! سلام تو ہم پڑھتے ہی ہیں التحیات میں صلوٰۃ کا طریقہ بھی تعلیم فرما دیجئے ——— تو آپؐ نے درود شریف جو نماز میں پڑھا جاتا ہے، پڑھ کے بتلایا ——— اس آیت کی تشریح میں آپؐ نے فرمایا ——— مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا۔ اوکما قال۔ جو ایک دفعہ مجھ پر درود پڑھتا ہے اللہ اس پر دس دفعہ رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ اب جس کا جی چاہے جتنی زیادہ رحمتیں سمیٹ لے۔

ان میں سے دوسری عبادت ذکرِ پاک ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں اپنی رحمت کے ساتھ یاد کروں گا۔ بندہ، عبد ہونے کے اعتبار سے معبود کا ذکر کرے گا تو رب تعالےٰ، خالق و مالک ہونے کے اعتبار سے اس پر نزولِ رحمت فرمائیں گے بندہ کا اللہ تعالےٰ کو یاد کرنا گویا اللہ کی رحمتوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ یوں فرماتے ہیں یعنی حدیث قدسی ہے کہ بندہ اگر اکیلا مجھے یاد کرے تو میں بھی اسے یاد کرتا ہوں اور بندہ اگر اجتماعی طور پر میرا ذکر کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر مجلس یعنی اپنے فرشتوں میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور میں بندے کے ساتھ ہوتا ہوں، جب تک کہ اس کے ہونٹ میری یاد میں ہلتے رہتے ہیں۔ یہاں سے ذکر لسانی کی فوقیت بھی معلوم ہوئی۔ اللہ کا ذکر کسی نہج پر بھی کیا جائے بہت بڑے فوائد کا حامل ہے۔ وہ دوست یا بزرگ جو کسی صاحب سلسلہ سے متعلق رہ کر ذکر کی دولت سے معمور ہیں وہ محسوس کرتے ہوں گے کہ اللہ کا ذکر کس قدر نور، برکت، سرور اور براہِ راست اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ ہم تو ذکر کی لذت اور اس کے ثمرات سے پوری طرح آشنا نہیں۔ ورنہ اللہ تک پہنچنے کا، اللہ سے مانگنے کا سہل ترین طریقہ بھی ذکر ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ جب اپنے ذاکر بندوں کو انعامات سے نوازیں گے تو فرشتے عرض کریں گے۔ رب تعالیٰ ان کے نامۂ اعمال میں ان نیکیوں کا ذکر تک نہیں جس کا یہ بدلہ پا رہے ہیں۔ حکم ہو گا۔ تمہارا لکھنا تو اس کے منہ سے کچھ کہنے یا اعضاء و جوارح سے کچھ کرنے تک موقوف تھا، اور یہ میرا بندہ تو تصورات و خیالات کی دنیا میں میرا ذکر کرتا رہا۔ خیال اور تصور سے صرف اللہ ہی واقف ہوتے ہیں اس لئے اس عبادت پر ثواب کا ترتّب بھی اللہ ہی فرمائیں گے۔

درود پاک اور ذکر مقدس دو ایسی عظیم عبادتیں ہیں کہ جن میں اللہ تعالےٰ و رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھتی ہے اور محبت ہی تمام اعمال کا سرچشمہ ہے جس کے بعد قرب کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو ہر دو توفیق عنایت فرمائیں۔

حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی رح

حافظ محمد امیر علوی مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی

حضرت مولانا عبدالغفور صاحب ولد حضرت مولانا شاہ صاحب مرحوم ریاست سوات خاص علاقہ جُدبا دریائے سندھ کے کنارے ایک چھوٹا سا گاؤں ہے ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں والد ماجد کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے تھے۔ آپ چار بھائی تھے۔ سب سے بڑے ۱ مولانا محمد معصوم مرحوم ۲ مولانا عبدالغفور مرحوم ۳ مولانا عبدالحلیم مرحوم ۴ مولانا مولانا عبدالقیوم مرحوم یہ تینوں بھائی اپنے وقت کے بڑے بڑے عالم تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔

حضرت مولانا نے علم دین حاصل کرنے کی خاطر اپنے گھر سے سفر کیا دہلی میں مدرسہ امینیہ میں درسی تعلیم حاصل کی اور سند فراغت حاصل کی۔ تحصیل سند کے بعد حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ امینیہ میں مدرس رہے۔ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامع علوم منقول والمعقول تھے۔ تقریباً ۵ برس تک مدرسہ امینیہ میں تندہی اور نہایت ذوق و شوق سے درس دیا۔ اس کے بعد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت مولانا فضل علی القریشی مسکین پوری ضلع ملتان سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اللہ نے آپ کو جلد ہی روحانی مقام پر فائز فرمایا۔ اپنے شیخ کی نظر میں آپ کو خصوصیت حاصل تھی حضرت موصوف نے آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خلافت حاصل ہونے کے بعد تقریباً ایک سال اپنے شیخ کی جگہ قیام کیا اور بیعت و ارشاد کا سلسلہ جاری رکھا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح کے روحانی اشارہ پر اپنے ملک تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اپنے ملک جاؤ اور وہاں تبلیغ کرو۔ تقریباً ایک سال وہاں قیام فرمایا اور بہت سے اکابر نے آپ سے بیعت کی اور سلسلۂ مبارکہ کی اشاعت کی۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مدینہ طیبہ ہجرت کی اور تقریباً ۳۲ سال مدینہ طیبہ میں قیام رہا تقریباً ۲۰ سال کے بعد مدینہ طیبہ سے پاکستان طریق نقشبندیہ کی تبلیغ کے لئے تشریف لاتے۔ قیام پاکستان کے بعد حضرت رح کا صرف چھ مرتبہ یہاں آنا ہوا۔ آخری مرتبہ علاج کی غرض سے پاکستان تشریف لائے اور آٹھ دن کے قیام کے بعد علالت کی حالت میں ہی مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے۔ واپسی کے بعد اپنی زندگی کے آخری ۲۰ دن وہیں گذارے یکم ربیع الاوّل ۱۳۸۹ھ اتوار کی شب کو بعد نماز عشاء داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون — نماز فجر کے بعد مسجد نبوی میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور جنت البقیع میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ طریق نقشبندیہ کے ممتاز شیخ، مجددِ وقت اور اپنے وقت کے روحانی صاحبِ متصرف تھے حضرت رح کے ہزارہا معتقدین اطرافِ عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حجاز مقدس، پاکستان، افریقہ، لبنان، ترکی، فلسطین، مصر، شام، عراق اور افغانستان وغیرہ ممالک قابلِ ذکر ہیں اور ان ممالک میں آپ کے خلفاء اور متوسلین موجود ہیں آپ نہایت متبع شریعت اور سنتِ رسول ؐ کے دلدادہ تھے۔ اپنے تمام مریدین اور معتقدین کو بڑی تاکید کے ساتھ ہمیشہ اتباع شریعت اور سنتِ رسول ؐ کی پیروی کی تعلیم دیتے تھے۔ اور خلاف سنت کبھی کوئی کام پسند نہیں فرماتے تھے۔

اپنے پسماندگان میں ایک بیوہ اور دس جگر گوشے چھوڑے ہیں جن میں چار فرزند ہیں ۱ مولانا عبدالحق صاحب جامعہ مدینہ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل عالم اور خلیفہ مجاز ہیں ۲ مولوی عبدالرحمٰن، ۳ محمد سعید اور ۴ محمد شریف ہیں۔

حضرت رح کا شمار اپنے وقت کی بزرگ ہستیوں میں سے تھا۔ بعض مرتبہ حضرت رح فرمایا کرتے تھے کہ جب میں مسجد نبوی میں داخل ہوتا ہوں تو مجھ پر حق تعالےٰ شانہٗ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس قدر انوار برستے ہیں کہ میرا جسم برداشت نہیں کر سکتا۔ تقویٰ و طہارت ظاہری و باطنی اور روحانیت کا آپ کو اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ لاکھوں افراد کو حضرت سے روحانی فیض پہنچتا تھا۔ حضرت رح نے جب مدینہ منورہ میں قیام کے لئے مکان لیا تو رات کو استخارہ کیا خواب میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس مکان میں تشریف لاتے ہیں اور جب آپ تشریف لے جانے لگے تو حضرت رح رحمۃ اللہ علیہ ساتھ ساتھ دروازہ تک گئے۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو انگشتِ شہادت سے اس قسم کے الفاظ لکھے :-

"ھٰذا منزل الطریقۃ النقشبندیۃ
و ھٰذا موردا لانوارالنبویۃ"

حضرت رح فرماتے تھے کہ مجھ کو تسلی ہو گئی کہ یہی فیض کی اور فقراء کی جگہ ہے چنانچہ جتنے بھی لوگ مدینہ طیبہ حاضر ہوتے تھے ان میں سے بیشتر حضرت رح سے ضرور مستفیض ہوتے تھے۔ آپ کے گرد علماء، صلحاء اور اتقیاء کا مجمع رہتا تھا۔ اس کے علاوہ تبلیغی جماعت سے آپ کو قلبی وابستگی اور شغف تھا تمام تبلیغی جماعتوں کو حرم نبوی سے حضرت دعا فرما کر رخصت کرتے تھے اور خواص و عوام بارگاہِ رسالت سے روحانی فیض اور دلی سکون حاصل کرتے تھے۔ آپ کا وصال عالمِ اسلام کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے آپ کی رحلت سے علم و عرفان میں ایسا خلاء پیدا ہو گیا ہے کہ جس کا پُر کرنا بظاہر نظر نہیں آتا۔

حقتعالےٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائیں۔ آپ کے افراد خاندان و متعلقین اور متوسلین کو صبر کی توفیق ہو۔ علم و عرفان کے اس نقصان عظیم کی مکافات کی کوئی سبیل پیدا فرما دیں۔ آمین ثم آمین !

موجودہ اخلاقی انحطاط اور ذہنی فرومائیگی کا علاج صرف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تعلیمات میں ہے

نئی نسل کو شاہ ولی اللہ اور مولانا عبید اللہ سندھی کے اسلامی فلسفۂ معاشیات و عمرانیات سے روشناس کرایا جائے

مجلس یادِ اسلاف کی شاندار تقریب میں حضرت مولانا عبید اللہ انور کا خطاب!

زندہ قوموں کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ وہ اپنے اسلاف کی یاد تازہ رکھنے کے لئے بڑے اہتمام کا مظاہرہ کرتی ہیں اور ان کے تذکار سے اپنے دماغوں اور ولولوں کو گرماتی رہتی ہیں اور ان کی قائم کی ہوئی روایات کو جان سے زیادہ عزیز رکھتی ہیں اور ان کے نام کی سربلندی کے لئے مال و جان کی قربانی سے دریغ نہیں کرتی بلکہ اپنے اوقات عزیز کا بیشتر حصہ اس جدوجہد میں صرف کرتی ہیں کہ صفحۂ گیتی پر ان کے اسلاف کی عظمت کا نقش، نقشِ دوام بن کر ابھرے اور یہ سارے جتن وہ اس لئے کرتی ہیں تاکہ ان کے قومی تشخص کا بھرم قائم رہے۔

مگر مسلمان قوم باوجودیکہ اپنا ایک شاندار ماضی رکھتی ہے اور اس قوم کے جلیل القدر اور نامور اسلاف نے وقت کے اوراق پر اپنے زندہ جاوید کارناموں کے جو نقوش ثبت کیے ہیں ان کی آب و تاب کو اقتدار زمانہ کی کوئی گردش محو نہیں کرسکتی، اس پر بھی مقام تاسف ہے کہ مسلمان قوم نے اپنے ان عظیم المرتبت افراد کی نہ صرف تعلیمات سے صرف نظر کیا بلکہ ان کی یاد کو بھی نہاں خانۂ دل کی گہرائیوں سے نکال کر طاقِ نسیاں کی زینت بنادیا۔

وائے گردد لیس امروز بود ایں فردا اے

صدیوں کی اس خود فراموشی، اس بے حسی اور اس سرد مہری کی برف کو توڑنے کا شرف لائل پور کے چند ایک اہل درد کو حاصل ہوا۔ انہوں نے مجلس یادِ اسلاف کے نام سے ایک سوسائٹی کی تشکیل کی اور اس سوسائٹی کے زیر اہتمام اس کا جو پہلا اجلاس منعقد ہوا وہ اس مقدس و مطہر ہستی کی یاد میں تھا جس کی یاد سرمایۂ دل و جان ہے۔ گویا ایک اچھے اور نیک کام کا آغاز بہتر پیرایہ میں ہوا اور ابتدا اس نام سے ہوئی جس نام سے تخلیق کائنات کا آغاز ہوا

مولانا عبید اللہ انور کی تشریف آوری

"مجلس یاد اسلاف" لائل پور کے مہمان خصوصی حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ لاہور سے جب رہنا ایکسپریس کے ذریعہ لائل پور ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو مقامی علماء کرام، جمعیۃ علماء کے کارکنوں، اور عمائدین شہر نے آپ کا بڑی گرمجوشی کے ساتھ خیر مقدم کرتے ہوئے رنگا رنگ پھولوں کا گلدستۂ عقیدت پیش کیا۔ اسٹیشن سے آپ مجلس یادِ اسلاف کے جنرل سکرٹری جناب حنیف رضا اور ان کے برادر الحاج خلیل احمد لدھیانوی کی دعوت پر دفتر پیغام حج میں تشریف لائے جہاں آپ کے اعزاز میں ناشتہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔

اس تقریب میں آپ نے دفتر پیغام حج کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے الحاج خلیل احمد کو ہدیۂ تبریک پیش کیا کہ آپ حجاج کرام کی بہترین خدمات انجام دے کر ایک اہم اسلامی فریضہ انجام دے رہے ہیں۔!

یہاں سے فارغ ہوکر حسب پروگرام ڈسٹرکٹ کونسل ہال میں تشریف لے گئے جس کے سجے ہوئے ہال میں اس تقریب سعید کے انعقاد کا اہتمام کیا گیا تھا۔ کرسی صدارت پر زرعی یونیورسٹی کے شیخ الجامعہ جناب زیڈ۔ اے۔ ہاشمی فروکش تھے، اور مہمان خصوصی کی مسند کی زینت حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر انجمن خدام الدین کی گرامی قدر شخصیت تھی۔

مہمان خصوصی نے اپنے گرامی قدر والد شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے مخصوص رنگ میں اجلاس سے خطاب کیا، اور کفر و معصیت کی تیرہ کاریوں میں آفتابِ نبوت کی ضیاء باریوں سے اکتسابِ نور کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے کہا بھٹکی ہوئی دنیا کو اگر صراط مستقیم کی ضرورت ہے تو اسے پھر ایک بار اسی سرچشمۂ رشد و ہدایت کی طرف لوٹ آنا چاہیئے۔ جو بطحا کی سنگلاخ چٹانوں سے پھوٹا تھا۔ انہوں نے حاضرین مجلس کو یاد دلایا کہ اخلاقی انحطاط اور ذہنی فرومائیگی کے اس دورِ زبوں کار میں نسلِ انسانی کی فلاح و بہبود کا ضامن اگر کوئی نظام ہے تو وہ وہی ہے جسے آج سے چودہ سو برس پہلے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا تھا۔

جناب ظفر ہاشمی نے جو مغربی پاکستان کی زرعی یونیورسٹی کے سربراہ ہیں، اپنی مختصر مگر جامع تقریر میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی اتباع پر زور دیا اور اسے نجات انسانی کا کفیل ٹھہرایا۔ انہوں نے کہا آج ہماری زندگی میں ان گنت برائیاں پیدا ہوچکی ہیں ہماری روحیں گناہوں کی دلدل میں دھنس رہی ہیں۔ معاشرہ میں حلال و حرام کا امتیاز اٹھ چکا ہے۔ جائز و ناجائز کی تفریق ختم ہوچکی ہے۔ دوسروں کے حقوق کو پامال کرنا روزمرہ کا وطیرہ بن چکا ہے۔ اور اس کے جو بھیانک نتائج برآمد ہوں گے اس کی ہولناکیوں سے ہم خود کو بچا نہیں سکیں گے۔

مولانا تاج محمود نے کہا، مسلمان قوم کے زوال، اس کی پستی اور اس کی سرنگونی کا اصل باعث یہ ہے کہ ہمارا تعلق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے برائے نام رہ گیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس تعلق کی ازسرنو تجدید کی جائے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے رابطۂ قلبی استوار کیا جائے کہ یہی ایک ذریعہ فوز و فلاح ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات کے لیکچرار اور معروف خطیب جناب خالد علوی نے تہذیب عصر حاضر پر کڑی نکتہ چینی کی، اور اسلامی تہذیب کے محاسن کو اجاگر کیا۔ انہوں نے کہا فکر و عمل کی یک رنگی کا حامل اگر کوئی نظام ہے

تو وہ بجز اسلامی نظام کے اور کوئی نظام نہیں ہو سکتا۔

خطیب شہر جناب مفتی زین العابدین صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت شرطِ ایمان ہے اور وہ محبت اپنے باپ اپنے بیٹے اور ساری دنیا سے بڑھ کر ہونی چاہیئے۔ محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ حضورؐ کی اطاعت کی جائے۔ اطاعت کے بغیر محبت کا دعویٰ غلط ہے۔ تقریب کے آغاز میں جناب حنیف رضا ناظم مجلس یادِ اسلاف نے ایک بلیغ خطبہ دیا۔ جس میں مسلمانوں کے انحطاط کے مختلف پہلوؤں پر مفصل روشنی ڈالتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات میں ان کا علاج کامل بتایا۔ آپ نے مجلس کا تعارف کرایا اور بتایا کہ مجلس اپنے پروگرام کا آغاز سیرت النبیؐ کے مبارک جلسہ سے کر رہی ہے۔

اسٹیج سکریٹری کے فرائض جناب ڈاکٹر محمد صدیق شبلی سرانجام دے رہے تھے یہ مبارک محفل تین گھنٹہ تک جاری رہی۔ ڈسٹرکٹ کونسل ہال مختلف طبقات پر مشتمل لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اس مقدس تقریب کے اختتام پر حضرت مولانا عبیداللہ انور نے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ مجلس یادِ اسلاف کی کامیابی اور اہل اسلام کی سربلندی کے لئے دعا مانگی۔

دعوتِ ظہرانہ و عصرانہ

تقریب سے فراغت کے بعد آپ کے اعزاز میں الحاج محمد اسمٰعیل لدھیانوی کی طرف سے دی گئی دعوت میں شرکت کے لئے پیپلز کالونی تشریف لے گئے۔ اس میں بھی مقامی علمار کرام اور دینی جماعتوں کے اکثر رہنما اور کارکن شریک تھے۔ آپ نے کھانے سے قبل غیر رسمی گفتگو کرتے ہوئے مختلف مسائل پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ اور بعض علمار کے سوالات کے جوابات بھی دئے۔ دوپہر آپ نے اسی جگہ استراحت فرمائی۔ نماز عصر کے بعد ادارہ صوت الاسلام کے ناظم اور مجلس یادِ اسلاف کے نائب صدر مولانا مجاہد الحسینی کے ہاں تشریف لے گئے جہاں آپ کے اعزاز میں دعوتِ عصرانہ کا اہتمام تھا۔ اس تقریب میں بھی مقامی علمار کرام، دینی جماعتوں کے رہنما، پروفیسر حضرات اور قومی کارکن شریک تھے۔ آپ نے حاضرین سے مختلف مسائل پر گفتگو فرمائی۔ اور خصوصاً شاہ ولی اللہ رح اور مولانا عبیداللہ سندھی رح کے فلسفۂ معاشیات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ

یہ ایک المیہ ہے کہ ہماری قوم اپنے بزرگوں کے کارناموں اور ان کے افکار و نظریات سے بے بہرہ ہے۔ ورنہ ان دنوں معاشیات و سیاسیات کے نام سے جو مادی تحریکیں جنم لے رہی ہیں اور انہیں اسلام کے مقابلے میں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے، یہ کبھی جسارت نہ کی جا سکتی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کے فلسفۂ معاشیات و عمرانیات کو جو کہ ہمارے اسلاف کی علمی و تحقیقی محنت و کاوش کا شاہکار ہے لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ اور ان کے پیش کردہ اصول و ضوابط کے مطابق عملی اقدامات بھی کئے جائیں تاکہ عصر حاضر کی اقتصادی تحریکوں کا جو صرف نظریہ نہیں بلکہ عملی وجود رکھتی ہیں سدباب کیا جا سکے۔!

یہ مجلس نمازِ مغرب تک جاری رہی نماز مغرب آپ نے مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی کی مسجد میں ادا فرمائی۔ وہاں سے آپ جناح کالونی کی بخاری مسجد میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے نمازِ عشار کے وقت درس قرآن مجید دیا۔ نماز کے بعد مقامی جمعیتہ علمار اسلام کے کارکنوں اور رہنماؤں سے بھی غیر رسمی گفتگو کی۔ دوسرے روز واپس عازم لاہور ہو گئے۔ اور اسطرح آپ کا یہ مبارک و مسعود سفر اختتام پذیر ہوا۔

بقیہ : مولانا مفتی محمود کا بیان

کیا جاتا رہا ہے اور بار بار مارشل لاء کے نفاذ کا راستہ ہموار ہوا ہے۔

جماعتوں کے لئے ضابطۂ اخلاق کا مسئلہ میں آخر میں چند جملے سیاسی ضابطۂ اخلاق کی بات کے سلسلے میں بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں جسے مودودی صاحب نے چھیڑا ہے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ ہنوز ملک کی سیاسی فضا شکوک و شبہات سے لبریز ہے اور جب تک باہمی اعتماد کی فضا ہموار نہیں ہو جاتی مودودی صاحب کی تجویز پر موافق ردعمل کا اظہار نہیں ہو سکتا۔ میرے نزدیک سب سے پہلے اسلام کے تحفظ کے لئے ایک ایسے ضابطۂ اخلاق کی ضرورت ہے۔ جسے اسلام کی مدعی جماعتیں اور شخصیتیں اختیار کریں اور عمل پیرا ہوں۔ وہ اپنے اوپر لازم کر لیں کہ ایسی تمام تحریروں، تقریروں سے باز رہیں گے جن کے ذریعہ انبیاء علیہم السلامؑ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحین پر تنقید و نکتہ چینی ہوتی ہو۔ نیز جن سے مسلمان اکثریت کے بنیادی عقائد و نظریات اور مسلک پر زد پڑتی ہو۔ اس بات میں سب سے زیادہ بے اعتدالی مودودی صاحب کی طرف سے ہوتی رہتی ہے اور ان کی تحریروں کا ایک بڑا ذخیرہ اسی قسم کی تنقیدات و نکتہ چینیوں سے بھرا پڑا ہے۔ چنانچہ اس چیز نے ہی ہر کس و ناکس کو اکسا رکھا ہے کہ وہ اسلام کا نام لے کر موجودہ علماء، اسلاف، صحابہ کرامؓ اور انبیاء علیہ السلام پر آزادانہ زبان کھولے اور اجتماعی مسائل و عقائد پر غیر ذمہ دارانہ و جاہلانہ گفتگو کرنے لگے ہیں۔ اگر انہی معاملات اور اسلامی تاریخ کے سلسلہ میں مودودی صاحب کسی ضابطۂ اخلاق پر عمل پیرا ہو سکیں تو امتِ مسلمہ کو انتشار و اختلاف کی بہت سی داخلی الجھنوں سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے اور اس کے بعد یہ آسان ہو سکتا ہے کہ تمام دینی جماعتیں متفقہ طور تمام سیاسی جماعتوں سے یہ مطالبہ منوائیں کہ وہ اپنی سیاسی سرگرمیوں کو اسلامی حدود سے باہر نہیں جانے دیں گے ورنہ عجیب و غریب بات ہو گی کہ مودودی صاحب اپنے لئے تو تحریر و تقریر کی ہر آزادی چاہیں کہ وہ اسلامی فقہ اسلامی تاریخ، مسائل شریعت اور اصحابؓ، رسول و انبیاء علیہم السلام پر جس قسم کی تنقید چاہیں کرتے رہیں اور دوسروں سے یہ توقع کریں کہ وہ جس بات کو اسلام قرار دیں اس پر کسی کو اعتراض و نکتہ چینی کا حق نہ ہو ورنہ اسلام اور نظریۂ پاکستان کی مخالفت ہو جائے گی۔ کیا اس صورت میں وہ کسی بھی ضابطۂ اخلاق کو تجویز کرنے کا جواز پیش کر سکتے ہیں ؟

پر یقین ہی نہیں رکھتے بلاشبہ ان کے لئے آخرت میں درد ناک عذاب ہے۔ اور اور ایسے ہی کامل مکمّل ایمان لانے اور شریعتِ اسلامیہ پر عمل پیرا ہونے کے لئے وہ نہ صرف مومنوں کو بلکہ رہتی دنیا تک تمام بنی نوعِ انسان کو راہِ ہدایت کی دعوت دیتا ہے۔

قرآن حکیم کی عالمگیر دعوت

سو اس ضمن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔
وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ (س السبا آیت ۲۸)

ترجمہ: اور ہم نے آپؐ کو جو بھیجا ہے تو صرف سب لوگوں کو خوشی اور ڈر سنانے کے لئے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

قرآن حکیم تا قیامِ قیامت انسانوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے ایک مکمّل منشور ہے۔ حضرتِ آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے انبیاءِ کرام آئے اُن سب کی تعلیمات کا نچوڑ اور ان کے ذریعہ سے بھیجی ہوئی کتاب اللہ کا خلاصہ اس میں سمو دیا گیا ہے۔ اور یہ ہمیشہ کے لئے ایک کتابِ ہدایت اور نورِ مبین کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے اور قیامت تک ہمارے درمیان موجود رہیگا۔ اس کتاب کا اس عالمِ آب و گل کے مختلف ممالک و اقوام میں بارہا تجربہ ہو چکا ہے، یہ تاریخِ عالم کی کسوٹی پر بارہا پرکھا جا چکا ہے۔ اس کتابِ ہدایت سے آج سے چودہ سو سال قبل عرب کے وحشی بدّوؤں کو دنیا میں سب سے زیادہ مہذب، شائستہ اور نوعِ انسانی کا امام و رہنما ہمدرد و ہمدم بنا دیا۔ اُن کو صحرا نوردی، قتل و غارت گری اور آوارگی کی زندگی کے اندھیاروں میں سے نکال کر ایک وسیع و عالمگیر سلطنت کا مالک و مختار بنا دیا جو کبھی قیصر و کسریٰ، فراعنہ و نماردہ، شدّادوں اور ہامانوں کا نمونہ تھیں اپنی عاجز و بے سروسامان بدّوؤں کے پاؤں تلے روند دی گئیں۔ اس صداقت اور اس روحانیت کی بنیاد یقیناً قرآنِ عزیز تھی۔ یہ ایمان کی مضبوطی، کیریکٹر کی پختگی، جراٴت و بلند حوصلگی، دینی اور دنیوی ترقی اسی نسخۂ کیمیا کی بدولت تھی۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اسی کو اَلْكِتٰب کی صورت میں ساتھ لائے۔

غیر متبدّل قانون

قرآن حکیم کے خدائی احکام اور ہمیشہ کے لئے ایک اٹل اور غیر متبدل قانون ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس میں ردّ و بدل ہونے کا امکان نہیں اور جس طرح خیر القرون میں قابلِ یقین و عمل تھا اسی طرح بعینہٖ آج بھی اقوامِ عالم کے خود ساختہ قوانین فاسقہ و فاجرہ کے برعکس کہ وہ زمانے کے ساتھ بدلتے سدلتے رہتے ہیں۔ قرآنِ حکیم کے احکام قطعی امٹ اور لافانی ہیں۔

ساری دنیا کے ہادیؐ

قرآن مجید سے پہلے جس قدر کتب سماوی نازل ہوئیں اور سیّدالاوّلین والآخرین شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر انبیاء و المرسلین (صلواۃ اللہ علیہم اجمعین) گذرے ہیں، اُن کی بعثت اور دعوت کسی محدود رقبے اور کسی خاص قوم کی ضرورت کے مطابق ہوا کرتی تھی۔ اس کے برخلاف قرآنِ پاک کی دعوت اور جنابِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت و رسالت، برّ و بحر، مشرق و مغرب، شمال و جنوب تک تمام ملل و اقوام کے لئے تا قیامِ قیامت سب کے لئے یکساں عاقبت میں نجات اور دنیا میں ترقی و کمال کی ضامن ہے۔

جنّ وانس کے رہنما یعنی نبی الثقلینؐ

اس کتابِ مبین میں بصراحت اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ اس کتاب کی آیات سن کر نیک نفس اور پاک باطن جنّات بھی بجا طور پر مشرّف بہ ایمان ہوئے اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور دعوت بنی نوع انسان تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ بجا طور پر جنّات کو بھی اپنے دائرۂ اختیار میں لے آئی۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔
وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ○ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ (س الاحقاف آیت ۲۹ تا ۳۲)

ترجمہ: اور جب ہم نے آپؐ کی طرف چند ایک جنّوں کو پھیر دیا جو قرآن سن رہے تھے پس جب وہ آپؐ کے پاس حاضر ہوئے تو کہنے لگے چپ رہو، پھر جب ختم ہوا تو اپنی قوم کی طرف واپس لوٹے ایسے حال میں کہ وہ ڈرانے والے تھے۔ کہنے لگے۔ اے ہماری قوم! بے شک ہم نے کلامِ برحق سنی ہے جو موسےٰؑ کے بعد نازل ہوئی ہے، اُن کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے نزولِ اجلال سے عالمِ انسانیت کو سرفراز فرما چکیں۔ اور سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے ہماری قوم! اللہ کی طرف بلانے والے کو مان لو اور اس پر صدقِ دل سے ایمان لے آؤ۔ وہ تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے گا۔ اور جو اللہ کی طرف بلانے والے کو نہ مانے گا تو وہ زمین میں اسے عاجز نہیں کر سکے گا۔ اور اللہ کے سوا اس کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ لاریب۔ لوگ صریح صریح گمراہی میں ہیں۔

درس قرآن و حدیث

قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا اگلا درس قرآن و حدیث انشاء اللہ اتوار ۲۹ جون صبح دس بجے بنگلہ ۱۵ جامن روڈ واہ کینٹ میں منعقد ہوگا۔
(احقر محمد عثمان غنی منتظم درس - ۱۹ ای/۱۰۰ واہ کینٹ)

انتقالِ پُر ملال

حضرت مولانا حماد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہالیجی شریف کے خلیفہ ارشد حضرت خلیفہ احمد دین صاحب ۱۰ ربیع الاول کو انتقال فرماگئے قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔
(مولوی) عبدالمجید خانپور، شکارپور ضلع سکھر

بقیہ: بچوں کا صفحہ

جب اللہ تعالیٰ کسی کی مدد کرنا چاہے تو اس کے لئے اسباب پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ سارے اسباب فقیری اور امیری کے وہی پیدا کرتا ہے اور سچی توبہ کی برکت سے غنا کے حاصل ہونے کی ایک مثال ہے اور بہت سے واقعات مرتے وقت وصیتوں کے تو اکثر سننے میں آئے کہ میرے سامان میں سے اتنا فلاں شخص کو دے دیں

ایک حدیث میں ابن عباسؓ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص بھوکا ہو یا حاجتمند ہو اور وہ لوگوں سے اپنی حاجت کو پوشیدہ رکھے تو اللہ تعالیٰ پر (بوجہ اس کے لطف و کرم کے) یہ حق ہے کہ اس کو ایک سال کی روزی حلال مال سے عطا فرمائے۔ سبحان اللہ! کیا ٹھکانا ہے اس کی عطا کا۔ مگر لینے والا بھی تو کوئی ہو۔

حضرت علیؓ نے ایک شخص کی آواز سنی جو عرفات کے میدان میں لوگوں سے سوال کر رہا تھا۔ انہوں نے درّے سے اس کی خبر لی کہ ایسے دن میں اور ایسی جگہ اللہ کے غیر سے سوال کرتا ہے۔

ایک حدیث میں یوں ارشاد ہے کہ جو شخص سوال کا دروازہ کھولتا ہے، حق تعالیٰ شانہٗ اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ اگر کوئی شخص لکڑیاں اکھٹی کرکے اپنی کمر پر لاد کر فروخت کر دے اور اس سے اپنا گزر کرے یہ اس سے بہتر ہے کہ بھیک مانگے، چاہے وہ بھیک ملے یا نہ ملے۔

اپنے کرمفرما ایجنٹوں سے خطاب

ہفت روزہ خدام الدین کا اجراء حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب و سنّت کی اشاعت کی خاطر کیا تھا۔ کسی قسم کا مالی مفاد مدّ نظر نہیں تھا۔ اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ جو قیمت آج سے پندرہ سال پہلے تھی آج بھی وہی ہے حالانکہ اخراجات پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ آفسٹ طباعت کے ساتھ بیس صفحات کا یہ خوبصورت پرچہ صرف پچیس پیسے میں قارئین کو فراہم کر رہے ہیں۔ ایسے خالص دینی پرچہ کی توسیع اشاعت اور تعاون باعث ثواب و نجات ہے۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ایجنٹ حضرات نہ صرف بل ماہ بماہ باقاعدہ نہیں بھیجتے بلکہ اس دینی پرچہ کی بیشتر رقوم دبا کے بیٹھے ہیں۔ ان کو یاددہانی کرائی گئی، گذارشات کی گئیں لیکن اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اب آخری بار یاددہانی اور گذارش کی جاتی ہے کہ ایجنٹ حضرات اپنی اپنی رقم ادا کریں تاکہ یہ سلسلۂ خیر مزید ترقی کرے۔ اور اگر اس مؤدبانہ گذارش کا بھی کوئی اثر نہ ہوا تو ہم مجبور ہوں گے کہ مارشل لاء حکام کو ان کرمفرما ایجنٹوں کی فہرست پیش کر کے **مطالبہ کریں کہ اس دینی پرچہ کی رقوم دلائی جائیں۔**

ہم امید کرتے ہیں کہ ایجنٹ حضرات ۱۵ رجولائی ۱۹۶۹ء تک حساب بے باق کر دیں گے ورنہ ہم انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور ہوں گے۔　　(ادارہ)

مولانا محمد ضیاء القاسمی پر مقدمہ

ممتاز عالم دین مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب ناظم اعلیٰ تنظیم اہلسنت کے خلاف پولیس جھنگ شہر نے مقدمہ درج کیا ہے۔ مولانا موصوف کی ضمانت قبل از گرفتاری ہو چکی ہے۔ یاد رہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو حضرت مولانا نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر جھنگ شہر میں جو تقریر کی تھی۔ اس کی بناء پر یہ مقدمہ قائم ہے۔

(قاری محمود احمد، غلام آباد لائل پور)

ضرورت اساتذہ و معلمین

جامعہ رشیدیہ ساہیوال کو اپنے منظور شدہ مدارس پرائمری و مڈل کے لئے ایسے جے وی، ایس وی اساتذہ کی ضرورت ہے جو صورتاً و سیرۃً مسلمان راسخ العقیدہ، دیوبندی مکتبۂ فکر سے متعلق ہوں اور قرآن کریم صحیح معروف طریق پر پڑھا سکتے ہوں۔ **مشاہرات** محکمہ تعلیم کے مطابق، معہ دیگر مراعات۔ (ناظم اعلیٰ مدرسہ جامعہ رشیدیہ رجسٹرڈ۔ ساہیوال)

بنام ٹرسٹیان الجامع مسجد توحید، توحید نگر (چاکیواڑہ) کراچی

چاکیواڑہ مسجد و مدرسہ ٹرسٹ کے سابق ٹرسٹیوں اور نمازیوں کے ایک اجتماع میں جو کہ حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب اور حضرت مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری کی تقریر کے موقع پر اس مسجد میں ہوا تھا۔ حضرت شیخ کی تجویز کے مطابق سب لوگوں نے اس مسجد کا نام "**الجامعہ مسجد توحید**" رکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔

اسلام کی بنیاد و اساس ہی عقیدۂ توحید پر ہے۔ اسی وعدہ کے مطابق اب تک "الجامعہ مسجد توحید" ہی زبان زد خاص و عام تھا مگر افسوس کہ اب موجودہ ٹرسٹیوں نے مسجد کا نام صرف "چاکیواڑہ مسجد" رکھ دیا ہے۔ خدانخواستہ ٹرسٹیوں کو کہیں توحید خداوندی سے عداوت و دشمنی تو نہیں؟ کہ انہیں لفظ "توحید" اچھا نہیں لگتا۔

اس لئے ہم جملہ نمازیان مسجد ہذا مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں کہ مسجد میں جس طرح دیگر تعمیراتی تبدیلیاں ہوئی ہیں اسی طرح مسجد کے صدر دروازے پر اردو اور گجراتی زبان میں ایک بڑا بورڈ لگوایا جائے جس پر یہ الفاظ تحریر ہوں۔

"الجامعہ مسجد توحید"

توحیدی چوک۔ توحید نگر (چاکیواڑہ) کراچی عـ۱

امید ہے کہ اس جائز مطالبہ کو فوراً پورا کر کے مسجد ٹرسٹ کے بارے میں ہمارے شکوک و شبہات دور فرمائیں گے۔

ہم ہیں نمازیان الجامع مسجد توحید۔ توحید نگر (چاکیواڑہ) کراچی — ● اس مراسلہ پر سولہ (۱۶) آدمیوں کے دستخط ثبت ہیں۔

بچوں کا صفحہ

در بدر بھیک مانگنے والے ہمیشہ فقیر اور تنگ دست ہی رہتے ہیں

حاجی کمال الدین، شالامار ٹاؤن لاہور

لاڈلے بچو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ جس شخص کو فاقے کی نوبت آ جائے اور وہ اس کو لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ اس کا فاقہ بند نہ ہو گا۔ اور جو شخص اپنے فاقے کو اللہ تعالےٰ پر پیش کرے (اور اس سے درخواست کرے) تو اللہ تعالےٰ جلد اس کو روزی عطا کرتے ہیں۔ فوراً وہ ہو جائے یا کچھ دیر سے مل جائے۔

جو شخص لوگوں سے سوال کرتا پھرے اس کا فاقہ بند نہ ہوگا کا مطلب یہ ہے کہ ضرورت پوری نہ ہوگی۔ اگر آج ایک ضرورت کے لئے بھیک مانگی ہے اور وہ صورت کے اعتبار سے پوری ہو گئی تو کل اُس سے اہم کوئی ضرورت پیش آ جائے گی اور ضرورت بدستور باقی رہیگی۔ اور اگر اللہ پاک کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے تو یہ ضرورت تو پوری ہو گی ہی دوسری ضرورت پیش نہ آئے گی اور اگر آئی تو اس کا انتظام مالک ساتھ ہی کر دے گا۔

ایک بار حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چند باتیں قسم کھا کر ارشاد فرمائیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو شخص لوگوں سے مانگنے کا دروازہ کھولیگا حق تعالےٰ اس پر فقر کا دروازہ کھولتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دَر بدر بھیک مانگنے والے ہمیشہ فقیر ہی رہتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں یہ مضمون یوں آیا ہے کہ جو شخص اپنے فاقہ اور ضرورت کو اللہ تعالےٰ کے سامنے پیش کرتا ہے تو اللہ پاک بہت جلد اس کے فقر کو دور فرماتے ہیں۔ جلدی کی موت سے یا جلدی کی غنا سے۔ جلدی کی موت کے دو مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ اس کا وقت اگر خود قریب آ گیا تو اس کو فاقوں کی تکلیف میں مصیبت اٹھانے سے پہلے ہی اللہ پاک موت عطا فرما دیں گے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کسی کی موت اس کے غنا کا سبب بن جائے گی۔ مثلاً کسی کی میراث کا حصّہ اس کو مل جاتے یا کوئی شخص مرتے وقت اس کی وصیّت کر جاتے کہ میرے مال میں سے اتنا فلاں شخص کو دے دینا۔

بہت سے واقعات اس قسم کے دیکھنے اور سننے میں آئے ہیں کہ مکّے میں بعض مرنے والوں نے یہ وصیّت کی کہ ہندوستان کے فلاں شہر میں اس نام کا ایک شخص ہے۔ اس کو میرا مال فروخت کر کے روپیہ بھیج دیا جائے۔ یہ قصّہ غور سے سنئے:۔

کُرد ایک قبیلہ کا نام ہے۔ اس میں ایک شخص ڈاکو مشہور تھا۔ وہ اپنا قصّہ بیان کرتا ہے کہ مَیں ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ڈاکہ کے لئے جا رہا تھا۔ راستہ میں ہم ایک جگہ بیٹھے تھے۔ وہاں ہم نے دیکھا کہ کھجور کے تین درخت ہیں۔ دو پر تو خوب پھل آ رہا ہے اور ایک بالکل خشک ہے اور ایک چڑیا بار بار آتی ہے اور پھل دار درختوں پر سے تر و تازہ کھجور اپنی چونچ میں لے کر اس خشک درخت پر جاتی ہے ہمیں یہ دیکھ کر تعجب ہوُا۔ مَیں نے دس مرتبہ اس چڑیا کو لے جاتے دیکھا تو مجھے خیال ہوُا کہ اس پر چڑھ کر دیکھوں کہ یہ چڑیا اس کھجور کو کیا کرتی ہے۔ مَیں نے اس درخت کی چوٹی پر جا کر دیکھا کہ وہاں ایک اندھا سانپ منہ کھولے پڑا ہے اور یہ چڑیا وہ تر و تازہ کھجور اس کے منہ میں ڈال دیتی ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر اس قدر عبرت ہوئی کہ مَیں رونے لگا۔ مَیں نے کہا۔ میرے مولا یہ سانپ جس کے مارنے کا حکم تیرے نبیؐ نے دیا جب یہ اندھا ہو گیا تو تُو نے اس کو روزی پہنچانے کے لئے چڑیا کو مقرر کر دیا اور مَیں تیرا بندہ تیری توحید کا اقرار کرنے والا تُو نے مجھے لوگوں کے لوُٹنے پر لگا دیا۔ اس کہنے پر میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ میرا دروازہ توبہ کے لئے کھُلا ہوُا ہے۔ مَیں نے اسی وقت اپنی تلوار توڑ ڈالی جو لوگوں کو لوُٹنے میں کام دیتی تھی اور اپنے سر پر خاک ڈالتا ہوُا اقالہ اقالہ (درگذر درگذر) چلاّنے لگا۔ مجھے غیب سے آواز آئی کہ ہم نے درگذر کر دیا، درگذر کر دیا۔ مَیں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ وہ کہنے لگے، تجھے کیا ہو گیا۔ مَیں نے کہا کہ میں مہجور تھا۔ اب مَیں نے صلح کر لی۔ یہ کہہ کر سارا قصّہ مَیں نے ان کو سنایا۔ وُہ کہنے لگے کہ ہم بھی صلح کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر سب نے اپنی اپنی تلواریں توڑ دیں اور سب لوُٹ کا مال چھوڑ کر ہم احرام باندھ کر مکّہ کے ارادے سے چل دئیے۔ تین دن چل کر ایک گاؤں میں پہنچے تو ایک اندھی بڑھیا ملی۔ اس نے ہم سے میرا نام لے کر پوچھا کہ تم میں اس نام کا کوئی کُردی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہے۔ اُس نے کچھ کپڑے نکالے۔ اور یہ کہا کہ تین دن ہوئے میرا لڑکا مر گیا، اس نے یہ کپڑے چھوڑے۔ مَیں تین دن سے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خواب میں دیکھ رہی ہوں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے کپڑے فلاں کُردی کو دے دو۔ وہ کُردی کہتے ہیں کہ وہ کپڑے مَیں نے لے لئے اور ہم سب نے ان کو پہنا۔ (روض)

عزیز بچو! اس قصّے میں دونو باتیں قابلِ عبرت ہیں۔ ایک تو اندھے سانپ کی روزی کا اللہ پاک کی طرف سے سامان۔ اور دوسرے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے کپڑوں کا عطیہ۔

(باقی ص ۱۸ پر)

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ رمئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶۷۹/۳۹-۲-۹-DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

قرآن عزیز

تجشیۂ جدیدہ

رنگین — دیدہ زیب

عکسی طباعت سے مزیّن

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلد قسم اوّل	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	-/۱۲ روپے	-/۹ روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔

فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔

وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔

تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

المعلن ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	..	۱۱
″ ″ ششماہی	..	۶
″ ″ ″	..	۳
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	..	۴۲
″ ″ بحری جہاز		۱۱
″ ″ ہوائی ڈاک ششماہی	..	۲۱
″ بحری	..	۶
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴.۰	۷۳
″ ″ بحری	۸۰	۱۸

انڈیا کے خریدار اپنا چندہ منیجر ماہنامہ "الفرقان" کچہری روڈ لکھنؤ ارسال کر کے ڈاک خانہ کی رسید ہمیں ارسال کر دیں۔

(سرکولیشن منیجر)

ملفوظاتِ طیبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ: محمد عثمان غنی ایم۔اے

رعائتی ہدیہ ۲/۲۵۔ محصول ڈاک ایک روپیہ

کل ۳/۲۵ روپے

بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسالِ خدمت ہو گی

ملنے کا پتہ

دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔